کوئٹہ سے شائع ہونے والا آزاد صحافت کا علمبردار
Email: dailymeherdarqt@gmail.com
ABC CERTIFIED
DAILY MEHERDAR QUETTA
روزنامہ مہردار کوئٹہ
ایڈیٹر: سید ہاشم آغا
Ph:081 2868355
جلد 13 | ہفتہ 24 اکتوبر 2026ء | 11 ربیع الثانی 1447ھ | شمارہ 160

گوادر سیکیورٹی فورسز کا کلیئرنس آپریشن خاتون دہشتگرد سمیت 10 تخریب کار ہلاک

دہشت گردوں نے گبد بارڈر کراسنگ اور گوادر شہر میں بدامنی پھیلانے کی کوشش کی، جس کے نتیجے میں ایک شہری شہید ہوا اور چند گاڑیوں کو نقصان پہنچا، سیکیورٹی فورسز کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا

کارروائیوں اور حملوں کا بنیادی مقصد بلوچستان کی امن وترقی اور خوشحالی کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا تھا، لیکن فورسز نے دہشت گردوں کی ریاستی عملداری کو چیلنج کرنے کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا ہے، آئی ایس پی آر

گوادر (یو این اے) پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ (آئی ایس پی آر) کے مطابق سیکیورٹی فورسز نے گوادر شہر، گبد بارڈر کراسنگ اور اس کے گرد و نواح میں کامیاب کلیئرنس آپریشن کرتے ہوئے بھارتی سرپرستی میں ہونے والی دہشت گردی کی بڑی کوشش کو ناکام بنا دیا اور ایک خاتون دہشت گرد سمیت 10 تخریب کاروں کو جہنم واصل کر دیا۔ آئی ایس پی آر کی جانب سے جاری کردہ تفصیلات کے مطابق دہشت گردوں نے گبد بارڈر کراسنگ اور گوادر شہر میں بدامنی پھیلانے کی کوشش کی، جس کے نتیجے میں ایک شہری شہید ہوا اور چند گاڑیوں کو نقصان پہنچا۔ تاہم سیکیورٹی فورسز کی بروقت اور موثر کارروائی سے دہشت گردوں کی تمام کوششیں ناکام بنا دی گئیں اور تمام 10 دہشت گرد مارے گئے۔ کلیئرنس آپریشن کے دوران سیکیورٹی فورسز کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ علاقے میں آپریشن مکمل کر کے مکمل امن و امان اور ریاستی عملداری بحال کر دی گئی ہے۔ آئی ایس پی آر کا کہنا ہے کہ ان تمام کارروائیوں اور حملوں کا بنیادی مقصد بلوچستان کی امن وترقی اور خوشحالی کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا تھا، لیکن فورسز نے دہشت گردوں کی ریاستی عملداری کو چیلنج کرنے کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا ہے۔ ترجمان پاک فوج نے اپنے بیان میں تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اس کارروائی میں ایک خاتون کو

بقیہ نمبر 1 اندرونی صفحہ پر

بلوچستان میں چھوٹے انتظامی یونٹس کا قیام ناگزیر ہے

وزیر اعلیٰ بلوچستان

کوہ سلیمان ڈویژن کی تمام ڈویژنل پوسٹوں کی منظوری دے دی گئی ہے اور ان پر افسران و عملے کی تعیناتی بہت جلد عمل میں لائی جائے گی

بلوچستان میں دہشت گردی کے خلاف پاک فوج، فرنٹیئر کور اور پولیس کی قربانیاں اور کارروائیاں قابل تحسین ہیں، میر سرفراز بگٹی کی پریس کانفرنس

کوئٹہ (آئی این پی) وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے کہا ہے کہ کوہ سلیمان ڈویژن کی تمام ڈویژنل پوسٹوں کی منظوری دے دی گئی ہے اور ان پر افسران و عملے کی تعیناتی بہت جلد عمل میں لائی جائے گی۔ بلوچستان میں عوام کو ان کی دہلیز پر سرکاری خدمات کی فراہمی یقینی بنانے کے لیے چھوٹے انتظامی یونٹس کا قیام ناگزیر ہے، صوبے میں نئے صوبوں کے ساتھ چھوٹے ڈویژنز اور اضلاع بنانے کی بھی ضرورت ہے تاکہ سول حکومت اور سرکاری محکموں تک عوام کی رسائی آسان بنائی جا سکے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے شالی ڈیرہ بگٹی میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے کیا۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ملک میں چھوٹے انتظامی یونٹس کے قیام پر بحث اب شروع ہوئی ہے، جبکہ انہوں نے بلوچستان کے مخصوص حالات اور عوامی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس عمل پر دو سال قبل ہی کام شروع کر دیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ انتظامی ڈھانچے کو اس انداز میں تشکیل دینا ضروری ہے کہ ریاستی اداروں اور سول حکومت کی موجودگی عوام کے قریب ہو اور لوگوں کو سرکاری امور کے سلسلے میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ وزیر اعلیٰ میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ رکھنی بیلہ کوارٹرز کو بلوچستان کا خالی ڈویژن

بقیہ نمبر 2 اندرونی صفحہ پر

امن وامان کی صورتحال بہتر بنانے کے لیے پرعزم ہے، وزیر اعلیٰ بلوچستان

بلوچستان میں امن وترقی کا راستہ روکنے کی کوششیں کامیاب نہیں ہوں گی

گوادر میں 7 دہشتگردوں کو ہلاک کرنے پر سیکورٹی فورسز کی کارروائی کو سراہتے ہیں

کوئٹہ (آئی این پی) وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے گوادر میں دہشت گردوں کی کارروائی ناکام بنانے اور سات دہشت گردوں کو ہلاک کرنے پر سیکیورٹی فورسز کی بروقت کارروائی کو سراہتے ہوئے کہا ہے کہ یہ کارروائی

بقیہ نمبر 4 اندرونی صفحہ پر

وزیراعظم نے کراچی اور مالدیپ کے درمیان براہ راست پروازیں چلانے کی ہدایت کر دی

اسلام آباد (آئی این پی) وزیراعظم شہباز شریف نے کراچی اور مالدیپ کے درمیان براہ راست پروازیں چلانے کی ہدایت کر دی۔ پاکستان اور مالدیپ کے درمیان

بقیہ نمبر 5 اندرونی صفحہ پر

دہشتگرد جہاں بھی موجود ہوں گے، انہیں سخت جواب دیا جائے گا، فیلڈ مارشل

اسپانسرڈ دہشت گرد تنظیموں کے خلاف مہم کو بھرپور طریقے سے جاری رکھیں گے، آرمی چیف

عوام کی حمایت سے پاکستان دہشتگردوں اور ان کے گھڑے ہوئے نظریات کو شکست دیگا

اسلام آباد (آئی این پی) آرمی چیف و چیف آف ڈیفنس فورسز فیلڈ مارشل سید عاصم منیر نے کور ہیڈکوارٹرز، پشاور کا دورہ کیا، جہاں انہیں موجودہ سیکیورٹی صورتحال، انسداد دہشت گردی کی جاری کارروائیوں، بارڈر مینجمنٹ کے

بقیہ نمبر 6 اندرونی صفحہ پر

ترقیاتی منصوبوں پر جاری کام کو ہر قیمت پر جاری رکھا جائیگا، ضیا لانگو

گوادر میں 7 دہشت گردوں کی ہلاکت سیکیورٹی فورسز کی اعلیٰ صلاحیتوں کا ثبوت ہے، وزیر داخلہ بلوچستان

گوادر میں بہادر جوانوں نے بروقت اور موثر کارروائی کر کے دشمن کے شوم عزائم خاک میں ملا دیے، بیان

کوئٹہ (یو این اے) صوبائی وزیر داخلہ بلوچستان میر ضیاء اللہ لانگو نے گوادر میں دہشت گردوں کے حملے کو ناکام بنانے اور 7 دہشت گردوں کو جہنم واصل کرنے پر سیکیورٹی فورسز کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اپنے ایک جاری بیان میں وزیر داخلہ نے کہا کہ گوادر میں بہادر جوانوں نے بروقت اور موثر کارروائی کر کے دشمن کے شوم عزائم خاک میں ملا دیے، جو سیکیورٹی فورسز کی اعلیٰ پیشہ ورانہ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے امن، استحکام اور معاشی ترقی کو سبوتاژ کرنے والی سازشیں کبھی کامیاب نہیں

بقیہ نمبر 3 اندرونی صفحہ پر

اسلام آباد، وزیر اعظم شہباز شریف اعلیٰ سطحی امریکی وفد ملاقات کر رہا ہے

گوادر میں دہشتگردوں کا حملہ ناکام بنا دیا گیا، شاہد رند

سات دہشت گرد ہلاک، سکیورٹی فورسز کی کارروائی قابل تحسین ہے، سکیورٹی اہلکار پوری قوم کا فخر ہیں

بلوچستان کی ترقی اور امن سبوتاژ کرنے کی سازشیں کامیاب نہیں ہوں گی، معاون وزیر اعلیٰ بلوچستان

کوئٹہ (آئی این پی) معاون وزیر اعلیٰ بلوچستان برائے اطلاعات و سیاسی امور شاہد رند نے گوادر میں دہشت گردوں کا حملہ ناکام بنانے اور سات دہشت گردوں کو ہلاک کرنے پر سیکیورٹی فورسز کی بروقت کارروائی کو قابل تحسین قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ سیکیورٹی اہلکاروں نے پیشہ ورانہ مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تخریبی منصوبہ ناکام بنا دیا۔ بلوچستان میں بدامنی پھیلا کر ترقی کا سفر روکنے کی کوششیں کبھی کامیاب نہیں ہوں گی۔ اپنے بیان میں شاہد رند نے کہا کہ تعمیراتی کمپنی کے خالی کیمپ کو نشانہ بنانے کی کوشش ناکام

بقیہ نمبر 8 اندرونی صفحہ پر

چین میں 7.0 شدت کے زلزلے سے تباہی، 16 افراد ہلاک 65 زخمی

زلزلے کے بعد 413 آفٹر شاکس ریکارڈ، متاثرہ علاقے میں عمارتوں اور دیگر ڈھانچوں کے لیے مزید خطرہ

لہاسہ (آئی این پی) چین کے جنوب مغربی علاقے تبت میں 22 اکتوبر کو 7.0 شدت کے زلزلے نے تباہی مچا دی، جس کے نتیجے میں اب تک 16 افراد ہلاک اور 65 زخمی ہو چکے ہیں۔ زلزلے کے بعد ہزاروں افراد کو محفوظ

بقیہ نمبر 9 اندرونی صفحہ پر

ایران اسرائیل پر حملے کے لیے ایٹم بم بنا رہا ہے، نیتن یاہو کا دعویٰ

ایران سے اسرائیل کے وجود کو خطرات لاحق ہیں، اس بار ٹرمپ سے پوچھے بغیر ایران پر حملہ کریں گے

تل ابیب (آئی این پی) اسرائیلی وزیراعظم بن یامین نیتن یاہو نے دعویٰ کیا ہے کہ ایران اسرائیل پر حملے کے لیے ایٹم بم بنا رہا ہے۔ بیان میں انہوں نے کہا کہ ایران سے اسرائیل کے وجود کو خطرات لاحق ہیں، اس بار اسرائیل

بقیہ نمبر 10 اندرونی صفحہ پر

امریکا دوبارہ حملہ کرنے سے پہلے سنگین نتائج کیلئے تیار رہے، باقر قالیباف

تہران (آئی این پی) ایرانی اسپیکر باقر قالیباف کا کہنا ہے کہ امریکا دوبارہ حملہ کرنے سے پہلے سنگین نتائج کیلئے تیار رہے۔ سوشل میڈیا پر ایک پیغام کے ساتھ پیغام میں باقر قالیباف نے کہا کہ ایران کے ساتھ جنگ میں فائدہ سوچ رہے ہیں

بقیہ نمبر 13 اندرونی صفحہ پر

پیٹرول پمپ مالکان کا ڈیلی پرائس میکانزم پر ایک بار پھر تحفظات کا اظہار

اسلام آباد (آئی این پی) پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں روزانہ ردوبدل کے حوالے سے پیٹرول پمپ مالکان نے ڈیلی پرائس میکانزم پر ایک بار پھر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ آل

بقیہ نمبر 14 اندرونی صفحہ پر

شالی ڈیرہ بگٹی، وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی میڈیا کے نمائندوں سے بات چیت کر رہے ہیں

سعودی اتحاد نے یمنی قبائل کو نشانہ بنانے کا حوثیوں کا دعویٰ مسترد کر دیا

جدہ (آئی این پی) سعودی قیادت میں قائم اتحادی افواج نے حوثی ملیشیا کے اس دعوے کو بے بنیاد اور غلط قرار دیا ہے کہ سعودی عرب نے یمن میں قبائلی اجتماعات اور شہریوں کے اجتماع کو

بقیہ نمبر 15 اندرونی صفحہ پر

وفاق کے ساتھ صوبے کا مقدمہ دلائل سے لڑیں گے، گالی گلوچ سے نہیں، کنڈی

گورنر خیبر پختونخوا کا پولیس کو جدید آلات اور اہلکاروں کیلئے خصوصی پیکیج دینے کا اعلان

پشاور (آئی این پی) خیبر پختونخوا میں دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے خطرات کے پیش نظر گورنر فیصل کریم کنڈی نے پولیس کو جدید آلات

بقیہ نمبر 11 اندرونی صفحہ پر

مسک نے یوکرین کیلئے اسٹارلنک کی انٹرنیٹ سروس بحال کر دی: امریکی صدر

واشنگٹن (آئی این پی) امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا کہنا ہے کہ ایلون مسک نے یوکرین کے لیے اسٹارلنک کی انٹرنیٹ سروس بحال کر دی۔ صدر ٹرمپ کا یہ بیان یوکرین کے صدر زیلنسکی کے اس شکوے کے بعد سامنے آیا ہے، جس میں

بقیہ نمبر 18 اندرونی صفحہ پر

لیگی قیادت میں حکومت معاشی دہشتگردی کر رہی، امیر جماعت اسلامی

پیٹرولیم لیوی: حافظ نعیم کا 150 شہروں میں دھرنے دینے اور لانگ مارچ کی تیاری کا اعلان

کراچی (آئی این پی) امیر جماعت اسلامی پاکستان حافظ نعیم الرحمان نے فی لیٹر پیٹرول پر حکومت کی جانب سے ٹیکس اور لیوی کی مد میں

بقیہ نمبر 12 اندرونی صفحہ پر

وفاق خیبر پختونخوا کو مزید فنڈز دینے کو تیار ہے، طلال چوہدری

صوبے کو این ایف سی کے تحت ایک فیصد اضافی حصہ بھی دیا جاتا ہے

اسلام آباد (آئی این پی) وزیر مملکت طلال چوہدری نے کہا ہے کہ وفاقی حکومت خیبر پختونخوا کو دہشتگردی سے متاثرہ علاقوں کے لیے مزید فنڈز دینے کو تیار ہے، جبکہ صوبے کو این ایف سی کے تحت ایک فیصد اضافی حصہ بھی دیا جاتا ہے۔

بقیہ نمبر 7 اندرونی صفحہ پر

امریکا نے ایران کو بری طرح نقصان پہنچایا، مزید کارروائی بھی کر سکتا ہے

ایران کو جوہری ہتھیار حاصل کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، امریکی صدر

واشنگٹن (آئی این پی) امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے ایران کو مزید امریکی حملوں کی دھمکی دے دی۔ عرب میڈیا کی رپورٹ کے مطابق ڈونلڈ ٹرمپ نے وائٹ ہاؤس میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ایران کے خلاف جنگ کا

بقیہ نمبر 17 اندرونی صفحہ پر

کراچی، سی ٹی ڈی اور وفاقی حساس ادارے کی کارروائی، 3 دہشت گرد گرفتار

گرفتار کرکے دہشتگردوں کے قبضے سے آئی ای ڈی، ہینڈ گرنیڈ اور اسلحہ برآمد کر لیا، ترجمان

کراچی (آئی این پی) سی ٹی ڈی اور وفاقی حساس ادارے نے بھارتی حمایت یافتہ کالعدم تنظیم بلوچستان لبریشن آرمی اور فتنہ الخوارج

بقیہ نمبر 18 اندرونی صفحہ پر

گورنر بلوچستان جعفر خان مندوخیل سے صوبائی وزیر میر عاصم کرد گیلو اور رکن صوبائی اسمبلی سردار عبدالرحمٰن کھیتران ملاقات کر رہے ہیں

درآمدات میں اضافے اور ترسیلات زر کی رفتار میں کمی

پاکستان کی بیرونی مالیاتی پوزیشن کمزور ہو سکتی ہے، آئی ایم ایف

اسلام آباد (آئی این پی) عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) نے خبردار کیا ہے کہ درآمدات میں اضافے اور ترسیلات زر کی رفتار میں کمی کے

بقیہ نمبر 24 اندرونی صفحہ پر

ملک میں عدالتی عمل کے بغیر سزائیں معمول بن رہا ہے، خواجہ سعد رفیق

بلاتاخیر فیصلوں کیلئے عدلیہ اور حکومت کوئی لائحہ عمل مرتب کریں، سابق وفاقی وزیر

لاہور (آئی این پی) سابق وفاقی وزیر خواجہ سعد رفیق کا کہنا ہے کہ سنگین نوعیت کے مقدمات میں فوری انصاف اور بلاتاخیر فیصلوں کیلئے عدلیہ اور

بقیہ نمبر 25 اندرونی صفحہ پر

کوئٹہ، نصیر آباد میں سیکیورٹی فورسز کی بڑی کارروائی

6 کلوگرام کا بم ناکارہ بنا کر دہشت گردی کا منصوبہ ناکام

کوئٹہ (یو این اے) سیکیورٹی فورسز نے نصیر آباد کے علاقے میں بروقت اور کامیاب کارروائی کرتے ہوئے دہشت گردی کا ایک بڑا منصوبہ ناکام بنا دیا اور 6 کلوگرام وزنی دیسی ساختہ بم (آئی ای ڈی) کو کامیابی سے ناکارہ بنا

بقیہ نمبر 26 اندرونی صفحہ پر

صوبائی وزیر سردار کوہیار ڈومکی ایس بی کے کے کنٹریکٹ اساتذہ میں ایکسٹینشن آرڈر تقسیم کر رہے ہیں

برلن، صدر مملکت آصف علی زرداری کا جرمنی پہنچنے پر گارڈ آف آنر پیش کیا جا رہا ہے

گوادر میں دہشتگردوں کے عزائم ناکام بنا دیئے گئے، بابر یوسفزئی

سکیورٹی فورسز کی کارروائی قابل تحسین ہے، بلوچستان میں دہشت گردی کے لیے کوئی جگہ نہیں

بلوچستان میں امن، ترقی اور سرمایہ کاری کے خلاف سازشیں کامیاب نہیں ہوں گی، معاون برائے داخلہ

کوئٹہ (آئی این پی) معاون برائے داخلہ بلوچستان بابر یوسفزئی نے گوادر میں دہشت گردوں کے مذموم عزائم ناکام بنانے اور سات دہشت گردوں کو ہلاک کرنے پر سیکیورٹی فورسز کی بروقت کارروائی کو سراہتے ہوئے کہا ہے کہ یہ کارروائی سیکیورٹی اداروں کی بہادری، مستعدی اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کا ثبوت ہے۔ بلوچستان کے امن کو خراب کرنے والے عناصر کا راستہ روکا جا رہا ہے

بقیہ نمبر 19 اندرونی صفحہ پر

کراچی: مختلف مقامات پر پولیس مقابلوں میں 10 ڈاکو مارے گئے

کراچی (آئی این پی) مختلف مقامات پر پولیس مقابلوں میں 10 ڈاکو مارے گئے۔ تفصیلات کے مطابق کراچی میں 24 گھنٹوں کے دوران

بقیہ نمبر 21 اندرونی صفحہ پر

حماس دوبارہ جنگ کی تیاری کر رہی ہے، اسرائیلی انٹیلیجنس رپورٹ میں دعویٰ

تل ابیب (آئی این پی) اسرائیلی انٹیلیجنس حکام نے دعویٰ کیا ہے کہ حماس غیر مسلح ہونے کا ارادہ نہیں رکھتی اور اسرائیل کے ساتھ ممکنہ نئی جنگ

بقیہ نمبر 22 اندرونی صفحہ پر

افغان شہریوں کو شناختی کارڈز جاری کرنے میں ملوث دو نادرا اہلکار گرفتار

بہاولپور (آئی این پی) افغان شہریوں کو شناختی کارڈز جاری کرنے میں ملوث دو نادرا اہلکار گرفتار کر لیے گئے۔ حکام کے مطابق

بقیہ نمبر 23 اندرونی صفحہ پر

ماسکو: طلبہ کا پاکستانی سفارتخانے کا دورہ، پاکستانی سفیر کی جانب سے وفد کا خیر مقدم

ماسکو (آئی این پی) روسی فیڈریشن میں پاکستان کے سفیر فیصل نیاز ترمذی نے جمہوریہ تاتارستان کے شہر کازان سے آئے ہوئے طلبہ کے ایک وفد

بقیہ نمبر 32 اندرونی صفحہ پر

پاکستان اور کینیڈا کے طبی اداروں میں تعاون کے لیے مفاہمتی یادداشت پر دستخط

اسلام آباد (آئی این پی) پاکستان اور کینیڈا کے

بقیہ نمبر 33 اندرونی صفحہ پر

جنگ کے دوران کم از کم 23 امریکی فوجی ہلاک ہو چکے ہیں

امریکی سینیٹرز الزبتھ وارن اور کرس مرفی کی ایران جنگ پر صدر ڈونلڈ ٹرمپ پر شدید تنقید

واشنگٹن (آئی این پی) امریکی سینیٹرز الزبتھ وارن اور کرس مرفی نے ایران کے خلاف امریکا اور اسرائیل کی جنگ پر صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ سینیٹر الزبتھ وارن نے سماجی رابطے کی ویب سائٹ ایکس پر اپنے بیان میں کہا ہے کہ جنگ کے دوران کم از کم 23 امریکی فوجی ہلاک ہو چکے ہیں، جبکہ ٹیکس دہندگان کے

بقیہ نمبر 20 اندرونی صفحہ پر

خضدار، اپوزیشن لیڈر بلوچستان اسمبلی میر یونس عزیز زہری ڈی آئی جی خضدار سے ملاقات کر رہے ہیں

مسئلہ کشمیر جنوبی ایشیا میں نیوکلیئر فلیش پوائنٹ ہے، افتخار گیلانی

علاقائی اور عالمی امن کے لیے مسئلہ کشمیر کا حل ناگزیر ہے، بات چیت

مظفر آباد (آئی این پی) وزیراعظم آزاد کشمیر بیرسٹر افتخار گیلانی سے نیشنل سیکیورٹی اینڈ وار کورس کے وفد نے خصوصی ملاقات ہوئی، جس میں وزیراعظم آزاد کشمیر نے مظفرآباد میں منعقدہ نشست میں کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا اور

بقیہ نمبر [illegible] اندرونی صفحہ پر

وزیراعظم نے پی ٹی آئی کے تمام افراد کو ملک دشمن کہا، جو افسوسناک ہے، بیرسٹر علی ظفر

ہم جو کچھ مان لیتے لیکن حکومت کا فیصلہ تھا کہ ایمرجنسی لگانی ہی لگانی ہے، رہنما پی ٹی آئی

اس وقت حکومت سے مذاکرات کا چانس نہیں ہے، ابھی ٹرمز آف ریفرنس طے کر رہے ہیں

اسلام آباد (آئی این پی) پاکستان تحریک انصاف کے سینیٹ میں پارلیمانی لیڈر بیرسٹر علی ظفر نے کہا ہے کہ وزیراعظم نے پی ٹی آئی کے تمام افراد کو ملک دشمن کہا ہے، ان کا یہ بیان نامناسب اور افسوسناک ہے، جسے واپس لینا

بقیہ نمبر 35 اندرونی صفحہ پر

کوئٹہ، پاکستان پیپلز پارٹی کی رہنما ڈپٹی اسپیکر بلوچستان اسمبلی غزالہ گولہ اپنے فنڈ سے مستحقین میں سولر پینل تقسیم کر رہی ہیں، شاہجہان گجر اور اختر بلوچ بھی موجود ہیں

اوتھل مسافر کوچ اور منی بس میں تصادم، 12 افراد جاں بحق، 22 زخمی

دونوں گاڑیوں کے پرخچے اڑ گئے اور شاہراہ پر لاشیں اور زخمی خون میں لت پت پڑے رہے، علاقے میں کہرام مچ گیا

حادثے کے بعد ڈی ایچ کیو ہسپتال اوتھل میں ایمرجنسی نافذ، شدید زخمیوں کو کراچی منتقل کرنے کے انتظامات کی ہدایت

اوتھل (آئی این پی) لسبیلہ کے ڈویژنل ہیڈکوارٹر اوتھل سے تقریباً 20 کلومیٹر دور آر سی ڈی قومی شاہراہ پر دودلی کے مقام پر دل دہلا دینے والا خوفناک ٹریفک حادثہ پیش آیا، جہاں مسافر کوچ اور منی بس میں آمنے سامنے تصادم کے نتیجے میں 12 افراد موقع پر ہی جاں بحق جبکہ 22 افراد شدید زخمی ہو گئے۔ حادثہ اس قدر شدید تھا کہ دونوں گاڑیوں کے پرخچے اڑ گئے اور شاہراہ پر

بقیہ نمبر 27 اندرونی صفحہ پر

دہشت گردی کا خاتمہ کرنا ہی ترجیح ہے، رانا ثنا اللہ

دہشتگردی کے خاتمے کے ایجنڈے میں جو شامل نہیں ہوگا وہ مائنس ہو جائے گا

دہشت گردی کو ختم کیے بغیر لوگوں کی زندگی کو بہتر نہیں کیا جا سکتا، مشیر وزیراعظم

اسلام آباد (آئی این پی) وزیراعظم کے مشیر برائے سیاسی امور سینیٹر رانا ثنا اللہ نے کہا ہے کہ دہشت گردی کے خاتمے کے ایجنڈے میں جو شامل نہیں ہو گا وہ مائنس ہو گا۔ ایک ٹی وی پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے رانا ثنا اللہ نے کہا

بقیہ نمبر 28 اندرونی صفحہ پر

بینظیر انکم سپورٹ پروگرام میں بڑا اسکینڈل، ساڑھے 22 لاکھ افراد پروگرام سے باہر

اسلام آباد (آئی این پی) بی آئی ایس پی فنڈ سے 22 لاکھ 59 ہزار سے زائد جعلی مستفیدین کو نکال دیا گیا جبکہ مستفید ہونے والے 8 لاکھ سے زائد جعلی افراد کو ادائیگیاں روک دی گئیں۔ تفصیلات کے مطابق قومی اسمبلی کے وقفہ سوالات کے دوران بینظیر انکم سپورٹ پروگرام

بقیہ نمبر 29 اندرونی صفحہ پر

تحریک انصاف میں قیادت پر اختلاف نہیں، بیرسٹر گوہر ہی قیادت کریں گے، شوکت یوسفزئی

اسلام آباد (آئی این پی) پاکستان تحریک انصاف خیبر پختونخوا کے سیکرٹری اطلاعات شوکت یوسفزئی کا کہنا ہے کہ پارٹی میں قیادت کے معاملے پر کوئی اختلاف نہیں، بیرسٹر گوہر ہی پارٹی کی قیادت کریں گے۔ ایک ٹی وی پروگرام

بقیہ نمبر 30 اندرونی صفحہ پر

Quetta Press Club
کوئٹہ پریس کلب
شعیب نور اللہ لانگو

کوئٹہ، نور اللہ لانگو کی والدہ بی بی شرف خاتون اور دیگر خواتین پریس کانفرنس کر رہی ہیں

مدارس کیخلاف منفی پروپیگنڈے کو قبول نہیں کیا جائیگا، مولانا واسع

مدارس دینیہ کا علمی نظام ملک کی نظریاتی اساس ہے، مغرب کی خوشنودی کے لیے الزامات تراشی بند کی جائے، امیر جے یو آئی

طاقت اور بھوت سے عوام پر مرضی کے نظریات مسلط نہیں کیے جا سکتے، اختلاف رائے رکھنے والوں کی کردار کشی کے بجائے مکالمہ کیا جائے، بیان

کوئٹہ (یو این اے) جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے صوبائی امیر سینیٹر مولانا عبدالواسع نے جامعہ تحسین القرآن پشتون باغ کے سالانہ دستار فضیلت اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ مدارس دینیہ کے پاکیزہ، مقدس اور علمی نظام پر ریاستی سطح پر داغ لگانے کی کوششیں صرف اور صرف امریکہ اور مغرب کی خوشنودی حاصل کرنے کے سوا کچھ نہیں، مدارس دینیہ اس ملک

بقیہ نمبر 31 اندرونی صفحہ پر

چیف ایڈیٹر سید ہاشم آغا نے روزنامہ مہردار کوئٹہ
السعید پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر دفتر خورشید لیبر ہال
ملتانی محلہ کیقباد روڈ کوئٹہ سے شائع کیا۔
dailymehardarqta@gmail.com

ہمیں اپنی سوچ اور اپنے رویوں میں تبدیلی کی ضرورت ہے

ہمارے معاشرے میں بہت سی ایسی روایات اور عادتیں رائج ہو چکی ہیں جنہیں ہم اپنی سوچ، رویے اور طرزِ عمل میں معمولی سی تبدیلی لا کر بہتر بنا سکتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنی غلطیوں کو روایت کا نام دے کر قبول کر لیتے ہیں اور پھر ان پر نظرِ ثانی کرنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے، حالانکہ زندہ معاشرے وہی ہوتے ہیں جو وقت کے ساتھ اپنی سوچ اور رویوں میں مثبت تبدیلی لاتے ہیں۔

وقت دنیا کی سب سے قیمتی دولت ہے، مگر ہمارے ہاں اس کی قدر و قیمت کا احساس کم ہی دکھائی دیتا ہے۔ سڑکوں پر گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی رفتار دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے ہم وقت بچانے کے معاملے میں دنیا کی سب سے جلد باز قوم ہیں۔ چند منٹ بچانے کے لیے اپنی جان اور دوسروں کی زندگیوں کو خطرے میں ڈالنے سے بھی گریز نہیں کرتے، لیکن کسی شادی کی تقریب، سیاسی جلسے، اجلاس یا دوسری اجتماعی سرگرمی میں شرکت کا معاملہ ہو تو اکثر لوگ مقررہ وقت کی پابندی ضروری نہیں سمجھتے۔ سو فیصد لوگوں کے تاخیر سے پہنچنے کا تاثر شاید ہر تقریب پر یکساں طور پر صادق نہ آئے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ہاں تاخیر ایک عام معاشرتی رویہ بن چکی ہے۔ یہ تاخیر چند منٹوں کے بجائے کئی گھنٹوں پر بھی محیط ہوتی ہے۔ اگر ہم وقت پر گھر سے نکلنے، سفر کے دوران مناسب رفتار اختیار کرنے اور دوسروں کے وقت کا احترام کرنے کی عادت اپنا لیں تو اپنی منزل پر بروقت، بلکہ بعض اوقات مقررہ وقت سے پہلے بھی پہنچ سکتے ہیں۔ ہمیں سمجھنا چاہیے کہ وقت کی پابندی محض ذاتی خوبی نہیں، بلکہ دوسروں کے احترام اور اجتماعی نظم و ضبط کی علامت بھی ہے۔

شادی خوشی کا موقع ہے، مگر ہمارے ہاں یہ خوشی رفتہ رفتہ نمائش اور مقابلے کی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کی بارات میں گاڑیوں کی طویل قطار ہو، ولیمے میں بااثر شخصیات اور بڑی گاڑیوں والے مہمان نظر آئیں اور تقریب کا چرچا دور دور تک ہو۔ اس دوڑ میں بعض خاندان اپنی حیثیت سے بڑھ کر اخراجات کرتے اور قرض تک اٹھا لیتے ہیں۔ اس نمائش کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ مہمانوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے، مگر ان کے بیٹھنے اور کھانے کا مناسب انتظام نہیں ہو پاتا۔ میں خود دو مرتبہ ایسی شادیوں میں شریک ہوا جہاں رش اور بد انتظامی کے باعث کئی افراد کھانا کھائے بغیر واپس چلے گئے۔

دیہات اور چھوٹے شہروں کی بعض تقریبات میں انتظامات کا معیار بھی توجہ طلب ہے۔ ایک میز کے گرد بارہ کرسیاں لگا دی جاتی ہیں، حالانکہ وہاں چار سے چھ افراد کے لیے بھی مناسب جگہ مشکل سے ہوتی ہے۔ کھانے کے برتن رکھنے میں احتیاط نہیں کی جاتی۔ کبھی چاولوں کی ڈش پر دوسری ڈش رکھ دی جاتی ہے تو کبھی روٹیوں کے اوپر برتن رکھ دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات برتنوں کے نچلے حصے کی صفائی کا خیال بھی نہیں رکھا جاتا، جس سے کھانے کی صفائی اور مہمانوں کی صحت متاثر ہونے کا خدشہ پیدا ہوتا ہے۔

یہ مسائل محض وسائل کی کمی سے پیدا نہیں ہوتے، بلکہ منصوبہ بندی، تربیت اور احساسِ ذمہ داری کے فقدان کا نتیجہ ہیں۔ شادی ہالز کے منتظمین اور ویٹرز کو مناسب تربیت دی جائے، مہمانوں کی تعداد کے مطابق انتظامات کیے جائیں اور صفائی کو بنیادی ترجیح بنایا جائے تو ان مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

اسلام میں نکاح ایک پاکیزہ سنت اور خاندانی زندگی کے آغاز کا اعلان ہے۔ ولیمے کا مقصد بھی خوشی میں شریک کرنا اور اپنی استطاعت کے مطابق لوگوں کی ضیافت کرنا ہے، نہ کہ دولت اور اثر و رسوخ کی نمائش۔ قریبی رشتہ داروں، محلے داروں، دوستوں اور تعلق رکھنے والوں کو عزت سے مدعو کرنا یقیناً خوشی کا باعث ہے، لیکن سیاست دانوں، بیوروکریٹس اور معروف شخصیات کو بلانے کا اس کے سوا مقصد نہیں کہ اپنے تعلقات کا رعب دکھایا جائے۔ ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ کیا شادی کی کامیابی مہمانوں کی تعداد، گاڑیوں کی قطار اور کھانے کی درجنوں اقسام سے ناپی جانی چاہیے، یا اس خوشی، محبت اور خلوص سے جو دو خاندانوں کو ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے؟

ہمارے معاشرے میں دولت کی نمائش، اپنی بڑائی جتانے اور ہر قیمت پر اپنی شناخت نمایاں کرنے کا رجحان بھی بڑھ رہا ہے۔ بڑے مکانات، مہنگی گاڑیاں، بلند و بالا عمارتوں اور سوشل میڈیا پر تشہیر کے ذریعے دوسروں پر اپنی برتری ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سیاسی و سماجی شخصیات کی تصاویر اور ناموں سے بڑے بڑے پینافلیکس بھی اسی ذہنیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ اپنی کامیابی پر خوش ہونا یا اپنی محنت کا اعتراف چاہنا کوئی بری بات نہیں، لیکن جب انسان کی پہچان اس کے کردار، قابلیت اور خدمت کے بجائے اس کی دولت اور تشہیر سے ہونے لگے تو معاشرے کی ترجیحات پر سوال اٹھنا فطری ہے۔ اگر آپ کے پاس صلاحیت ہے، آپ علم رکھتے ہیں، کسی ہنر میں مہارت رکھتے ہیں یا معاشرے کی بہتری کے لیے کوئی کام کر سکتے ہیں تو ضرور آگے بڑھیں، لوگوں کی خدمت کریں، دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کریں اور اپنے کردار سے مثال قائم کریں۔ آپ کے کام کی قدر ہوگی تو پہچان بھی خود بخود بن جائے گی۔ محض دولت کی بنیاد پر شہرت حاصل کرنے کی کوشش نہ تو پائیدار عزت دلا سکتی ہے اور نہ ہی معاشرے کو کوئی حقیقی فائدہ پہنچا سکتی ہے۔

ہم اکثر حکومت، نظام، اداروں اور دوسروں کی خامیوں پر تنقید کرتے ہیں، مگر اپنی عادتوں اور رویوں کا جائزہ لینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے وقت کی پابندی کریں، تقریبات میں نظم و ضبط ہو، لوگ سادگی اختیار کریں اور معاشرے میں دکھاوے کے بجائے کردار کو اہمیت دی جائے، لیکن اس تبدیلی کا آغاز خود اپنی ذات سے کرنے پر کم توجہ دیتے ہیں۔

یاد رہے کہ کلچر کوئی جامد شے نہیں، روایات انسانوں کے رویوں سے بنتی ہیں اور انسان ہی انہیں بہتر بنا سکتے ہیں۔ ہر پرانی روایت قابلِ ترک نہیں اور ہر نئی چیز قابلِ قبول نہیں، لیکن جو روایت غیر ضروری اخراجات، ذہنی دباؤ، وقت کے ضیاع یا دوسروں کے لیے مشکلات کا باعث بنے، اس پر نظرِ ثانی ضرور ہونی چاہیے۔

ہمیں اپنے بچوں کو وقت کی پابندی، سادگی، صفائی، دوسروں کے احترام اور محنت کی قدر سکھانی ہوگی۔ شادیوں کو نمود و نمائش کے بجائے خوشی اور خلوص کا ذریعہ بنانا ہوگا اور لوگوں کی عزت کا معیار ان کی دولت کے بجائے ان کا کردار قرار دینا ہوگا۔

ہمیں کلچر میں تبدیلی لانے کے لیے خود کو تبدیلی کے لیے تیار کرنا ہوگا۔ اگر ہر شخص اپنی ذات سے آغاز کرے تو معاشرے کی اصلاح کے لیے کسی بڑے انقلاب کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔

بیوروکریسی بدل چکی؟ تصویر کا دوسرا رخ

نسیم شاہد

بیوروکریسی پر کالم لکھا تو اندازہ نہیں تھا کہ ایک طرف قارئین کی طرف سے اتنی پذیرائی ملے گی اور دوسری طرف بیوروکریسی کے بڑے بڑے افسر اس پر ایسا شدید ردعمل ظاہر کریں گے۔ بیوروکریسی میں دوستوں کی کمی نہیں، ایسے افسر بھی ہیں جو کسی زمانے میں میرے شاگرد رہے اور اب بہتر افسر ہیں۔ پولیس، ڈی ایم جی، فارن سروس، کسٹم، ایف بی آر اور اکاؤنٹس گروپوں کے متعدد افسر میرے حلقہ احباب میں شامل ہیں۔ مجھے عمر اور استاد ہونے کی وجہ سے احترام بھی دیتے ہیں، بعض مجھے مرشد بھی کہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے جناب حبیب الرحمن شامی جیسی بڑی شخصیت نے ملتان کا نمائندہ قرار دیا ہو، اُسے مرشد بنانا تو ضروری ہو جاتا ہے۔ میں انہیں سمجھاتا ہوں بھائی! حبیب الرحمن شامی صاحب بہت درویش واقع ہوئے ہیں، کسی کو اعزاز بخشنا ہو تو بخل سے کام نہیں لیتے۔ خیر میرے ان دوستوں نے کالم پر باقاعدہ مجھ سے احتجاج کیا۔ ان کا کہنا تھا بیوروکریسی اس ملک سے اہم نہیں، نہ ہی عوام کے مسائل سے غافل ہے۔ ہم اسی معاشرے کے فرد ہیں اور ہماری فیملیاں آج بھی انہی گلیوں میں رہتی ہیں جہاں ملک کے عوام رہتے ہیں۔ میرے ایک شاگرد جو اب پولیس کے ایک اعلیٰ افسر ہیں، میری اس بات پر معترض تھے کہ پولیس افسر وقت کے ساتھ نہیں چل رہے۔ انہوں نے کہا اگر آپ ایک دن وردی پہن لیں تو پتہ چلے ہم روزانہ کس عذاب سے گزرتے ہیں، لوگوں کو ہماری پر شکوہ وردی یا بڑے دفتر اور گاڑیوں کا پروٹوکول تو نظر آتا ہے، مگر ہم کس قدر ذہنی دباؤ سے گزر رہے ہوتے ہیں اس کی انہیں خبر نہیں ہوتی۔ انہوں نے پوچھا کیا آپ اپنے گھر کے بارے میں پریشان رہتے ہیں، اس کی ضرورتوں، تقاضوں، بجلی، گیس کے بلوں، کبھی پانی کے نہ آنے کی شکایت، کبھی بجلی چلے جانے کا مسئلہ، یعنی ایک گھر کو سنبھالنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ آپ سوچیں جو شخص تیس چالیس لاکھ انسانوں کے ضلع میں افسر تعینات ہوتا ہے اس کی کتنی مشکلات اور اس پر کتنا دباؤ ہوگا۔ سب سے بڑی ذمہ داری اپنے ماتحت عملے کو کنٹرول کرنا، کیونکہ جس کے ہاتھوں میں طاقت دے دی جائے اس کے بھٹکنے کا اندیشہ ضرور ہوتا ہے۔ خبر لگ جاتی ہے کہ ایس ایچ او نے اپنے علاقے میں ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے، بھلا ایسا کیسے ممکن ہے کہ وہ یہ کر سکے۔ پولیس کے نظام میں جتنا احتساب ہوتا ہے کسی اور محکمے میں نہیں ہوتا۔ یہ پروپیگنڈہ بھی عام ہے کہ ایس ایچ او اوپر تک حصہ پہنچاتے ہیں، ایسا سوچنے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ پولیس ایک فورس ہے، اگر یہ نظام رائج ہو جائے تو اس میں ڈسپلن نام کی کوئی چیز نہ رہے۔ جن تھانوں کی آبادی ایک لاکھ ہوتی تھی اب وہاں تین لاکھ ہو چکی ہے، زیادہ انسان ہوں گے تو زیادہ جرائم بھی ہوں گے، اس کے باوجود ایسا کسی تھانے کی حدود میں نظر نہیں آتا کہ قانون کا خوف ہی نہ ہو۔ زیادتی کرنے والے بھی اس تیزی سے بھاگتے ہیں کہ جیسے ابھی پکڑے جائیں گے۔

انہوں نے کہا آپ نے پولیس اور افسروں کی کھلی کچہریوں پر سوالات اٹھائے ہیں، آپ کو کوئی شوق نہیں کہ اس مشق میں پڑیں، مگر کیا آپ کو معلوم ہے اس کے کتنے مفید نتائج نکلتے ہیں۔ یہ تاثر بالکل غلط ہے کہ کھلی کچہری میں شکایات پر تحقیق اسی افسر کو مارک کر دی جاتی ہے جس کے خلاف شکایت کی گئی ہو۔ اس کے لئے بڑے افسر کو تحقیقات دی جاتی ہے اور غفلت یا زیادتی ثابت ہونے پر ملازمت سے برخواستگی یا عہدے میں تنزلی کی کڑی سزائیں دی جاتی ہیں۔ انہوں نے کہا یہ درست ہے کہ عوام کے مسائل ایس ایچ او کے دفتر میں حل ہو جانے چاہئیں نہ کہ وہ کھلی کچہری کے لئے کسی علاقے میں جائے، مگر مسئلہ یہ ہے کہ لوگ شکایت کے لئے آتے نہیں اور تھانے کی سطح پر چکر لگاتے رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ کھلی کچہری کے ذریعے انہیں تھانے کی بجائے اعلیٰ افسر تک رسائی مل جاتی ہے اور انہیں سو فیصد ریلیف ملتا ہے۔ اس پر میں نے ایک چبھتا ہوا سوال کیا۔ پوچھا حضرت تو کیا آپ کہہ سکتے ہیں پولیس ایک بہترین ادارہ بن گیا ہے۔ انہوں نے کہا ایک بات یاد رکھیں، پولیس صرف افسروں کی نگرانی کے باعث اچھا ادارہ نہیں بن سکتی۔ پولیس پر بے شمار دباؤ ہیں، سیاسی بھی اور معاشرتی بھی۔ ضلع کی سطح پر تعینات افسر اس دباؤ میں رہ کر کام کرتا ہے۔ ماتحت عملے کے خلاف کارروائی آسان نہیں ہوتی، جو بھی ایسا اہلکار ہے جو اپنے اختیارات سے تجاوز کرتا ہے اس کے پیچھے کئی تگڑے ہاتھ ہوتے ہیں جو بہت بااثر اور کلیدی اثر و رسوخ رکھتے ہیں، حالات یہ ہو جاتے ہیں کہ کسی ایس ایچ او کا تبادلہ ضلع کے ڈی پی او کے تبادلے کی وجہ بن جاتا ہے۔ اس کے باوجود یہ پولیس ہی ہے جس نے معاشرے کو جنگل نہیں بننے دیا، حالانکہ اس میں جنگل بننے کے تمام عوامل موجود ہیں۔

ان کی باتیں وہ حقیقت تھیں جو سامنے آنا چاہئے تھی۔ کالم چھپا تو مجھے سب سے پہلے لاہور سے ایک بہتر بیوروکریٹ کا فون آیا تھا۔ انہوں نے اس بات کو غلط قرار دیا کہ بیوروکریسی وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا آج سے ایک دہائی پہلے تک یہ تصور نہیں کیا جا سکتا تھا کہ کوئی بڑا افسر عوام کے درمیان جا کر ان کے مسائل پوچھے، انہیں حل کرے۔ سب کام دفتروں میں بیٹھ کے ہو جاتا تھا۔ آج یہ عالم ہے کہ سوائے سول سیکرٹریٹ لاہور کے پنجاب میں جتنے بھی اضلاع اور ادارے ہیں ان میں تعینات افسر دفتروں کی بجائے فیلڈ میں نظر آتے ہیں۔ کہنے لگے آپ صحافیوں اور کالم نگاروں نے بھی کیسی کیسی اصطلاحات وضع کر رکھی ہیں، سرخی لگا دیتے ہیں افسر ٹھنڈے کمروں سے باہر نہیں نکلتے، عوام کے مسائل کیسے حل ہوں گے۔ موجودہ پنجاب حکومت نے تو افسروں کی صحیح معنوں میں دوڑیں لگوا دی ہیں، مانیٹرنگ کا ایسا نظام بنا دیا ہے اور کارکردگی جانچنے کے لئے ایسے پیمانے بنا دیے ہیں کہ ہر مہینے کے اختتام پر معلوم ہو جاتا ہے کس نے کیا کارکردگی دکھائی ہے اور کون پیچھے رہ گیا ہے، جس کے بعد اسے عہدے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا بیوروکریسی بہت بدل چکی ہے، لوگوں کو بھی اپنی سوچ بدلنے کی ضرورت ہے۔ کسی دفتر میں کام نہیں ہوتا تو کوئی شکایت نہ ڈھونڈیں، اس دفتر کے اعلیٰ افسر تک جائیں، کام بھی ہوگا اور عزت بھی ملے گی۔

☆☆☆☆☆

عوام کے مسائل اور حکمران

مصطفیٰ کمال پاشا

ہماری قومی معیشت دیوالیہ ہونے سے بچائی گئی ہے۔ کچھ ماہرین کے مطابق معاشی ابتری کی رفتار پر قابو پایا گیا ہے۔ یعنی معیشت جس تیزی سے گر رہی تھی اس پر قابو پایا گیا ہے لیکن بہتری کے سفر کا آغاز نہیں ہو سکا ہے۔ عمرانی دور حکمرانی ایک بھیانک خواب کے طور پر گزر چکا ہے، اس کے بعد آنے والی حکومتوں نے کافی تگ و دو کے ساتھ بگڑے ہوئے معاملات کو ٹھیک کرنے کی کوششیں کی ہیں ان کاوشوں کے نتائج بھی سامنے آئے ہیں، سب سے بڑا نتیجہ منفی تاثر کی تبدیلی ہے۔ پہلے تاثر یہ تھا کہ معیشت کا کوئی والی وارث ہی نہیں ہے، وہ آٹو پر چل رہی ہے۔ عالمی ساہوکاروں کی ناراضگی کے بعد معاملات دگرگوں ہوئے بلکہ اس سے پہلے ہی معاملات میں بگاڑ پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ تاثر یہاں تک بگڑ گیا تھا کہ ڈالر کی قیمت 500 روپے تک پہنچنے کی باتیں شروع ہو گئی تھیں۔ شہباز شریف و اتحادیوں کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے معاملات کو اس حد تک جانے سے روک دیا ہے، ڈالر کی اڑان قابو میں آ چکی ہے۔ ویسے ڈالر اب بھی بلند سطح پر کھڑا ہے لیکن اب اس کی بلندی مستحکم ہے کہیں سے بھی بے قابو ہوتی نظر نہیں آ رہی۔ عالمی ساہوکار پاکستان سے خوش ہیں کیونکہ حکمران ان کی ہدایات کے عین مطابق معاملات چلا رہے ہیں وہ جو کچھ کہتے ہیں ہم مان لیتے ہیں اور وہ جیسے کہتے ہیں ہم ویسے ہی کرتے ہیں۔ عالمی زرعی و مالیاتی ادارے ہماری معیشت بارے اچھی خبریں دے رہے ہیں۔ آنے والے دنوں میں بہتری اور بڑھوتی کی باتیں بھی ہو رہی ہیں، لیکن دوسری طرف عوامی معیشت ہے جو مشکلات میں گھری ہوئی نظر آ رہی ہے۔ عوام میں کسی سطح پر بھی، کسی طبقے میں بھی اطمینان نہیں پایا جاتا۔ قومی معیشت کی بہتری اپنی جگہ ہوگی۔ اعداد و شمار کچھ بھی بولتے ہوں لیکن جو کچھ صارف مارکیٹوں میں نظر آ رہا ہے اور یہی زمینی حقائق ہیں، وہ خوفناک ہیں، پریشان کن ہیں، اطمینان بخش نہیں ہیں۔

ہم نے کہا کہ حکومت نے عمرانی دور کا منفی تاثر بدلا، یہ ایک بڑی کامیابی ہے۔ اب شہباز شریف اور اتحادی حکومت کی کارکردگی کے بارے میں تاثر تبدیل ہو رہا ہے۔ مثبت سمت کی طرف جا رہا ہے۔ عام آدمی کو اپنے مستقبل کے بارے میں امید ہو تو دور کی بات ہے وہ اپنے حال سے بھی مایوس ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے روزمرہ کے مسائل اس کے قابو سے باہر ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ اشیاء خورد و نوش تک رسائی مشکل سے مشکل تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ مہنگائی کا طوفان بڑھ رہا ہے، ویسے مہنگائی اس رفتار سے نہیں بڑھ رہی جس قدر وہ محسوس ہو رہی ہے۔ اصل میں خریدی قوت میں کمی ہے۔ حکومت نے ٹیکسوں کی اس قدر بھرمار کر دی ہے کہ عام آدمی کی آمدنی کا کثیر حصہ ان ٹیکسوں کی نذر ہو جاتا ہے۔ ماچس سے لے کر صابن، سرف اور تیل و دال کی خریداری پر ٹیکسوں کی ادائیگی کے ذریعے عام صارف اپنی آمدنی کا بڑا حصہ ٹیکسوں کی مد میں ادا کر دیتا ہے اس طرح اس کے پاس اپنی ضروریات کے لئے دستیاب مالی وسائل گھٹ جاتے ہیں۔ سب سے زیادہ غیر منصفانہ اور ظالمانہ وصولیاں بجلی اور گیس کے بلوں پر ہوتی ہیں۔ بجلی کے بلوں میں صارف 13 کے قریب مختلف ٹیکس ادا کرتا ہے۔ استعمال شدہ بجلی کی قیمت کے برابر بھی اسے ٹیکس ادا کرنا پڑتے ہیں۔ کئی بار تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ کئی ماہ پہلے استعمال شدہ بجلی جس کی قیمت وہ پہلے ہی ادا کر چکا ہوتا ہے، کے بل کی مد میں بھی اسے اضافی ادائیگیاں کرنا پڑتی ہیں۔ ہمارا نظام سو فیصد ظلم و استحصال پر مبنی ہے اس کی ایک چھوٹی سی مثال بجلی کے میٹر کا کرایہ ہے۔ صارف اس میٹر کی قیمت پہلے ہی ادا کر چکا ہوتا ہے لیکن اسے ہر ماہ اپنے ہی خرید کردہ میٹر کا کرایہ بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ 200 یونٹ تک بجلی کی قیمت اور 201 سے نئے سلیب کا نفاذ، کس قدر احمقانہ اور ظالمانہ اپروچ ہے۔ عوام بلبلا رہے ہیں، چیخ و پکار کر رہے ہیں لیکن ہمارے حکمران ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔

پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں بڑھائی جا رہی ہیں۔ عالمی منڈی میں قیمتیں گر رہی ہیں ان میں کمی آ رہی ہے لیکن ہمارے ہاں مسلسل بڑھائی جا رہی ہیں۔ پٹرول کی قیمت ایک ایسا جادوئی آلہ ہے جو پورے نظام معیشت میں حرکت پیدا کر دیتا ہے۔ پٹرول کی قیمت میں اضافہ ہر شے کی قیمت میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ اشیاء صرف بشمول اشیاء خورد و نوش کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اس پر مستزاد ٹیکسوں کی بھرمار ہے۔

بجٹ 2025-26، صرف اور صرف ٹیکس وصولیوں کا نام ہے قومی معیشت پر قرضوں کا بوجھ ناقابل برداشت ہو چکا ہے۔ ایک عرصے سے ہم قرضوں پر سودی ادائیگی کے لئے بھی قرضہ لینے کی پالیسی پر گامزن ہو چکے ہیں اس لئے قرضوں کا بوجھ ہے کہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے ہم نے حالیہ جنگ میں ایک عظیم الشان کامیابی حاصل کی ہے۔ بھارت کو شرمناک شکست سے دوچار کیا ہے۔ جنگ کے اخراجات بھی تو کہیں سے پورے کرنے ہیں؟ اس کے ساتھ ساتھ ہم بھارت کے ساتھ ابھی تک حالتِ جنگ میں ہیں۔ بھارت اپنی شکست کے زخم چاٹ رہا ہے۔ نئی جنگ کی تیاری کر رہا ہے اسلحہ دھڑا دھڑ خرید رہا ہے، اپنی شکست کا بدلہ لینے کی تیاری کر رہا ہے۔ ہمیں بھی اپنے دفاع کی مناسب تیاری کرنی ہے۔ اس کے لئے بھی پیسے چاہئیں۔ دفاع سب سے زیادہ اہم ہے ملک ہوگا تو سب کچھ ہوگا۔ اس کے علاوہ ہم فتنہ الخوارج کے ساتھ بھی مسلسل حالتِ جنگ میں ہیں، ہر روز معرکہ آرائی ہوتی ہے۔ ہمارے افسر و جوان قربانیوں کی لازوال داستان رقم کر رہے ہیں۔ فوج کی موبلائزیشن بھی ایک مہنگا کام ہے اس پر روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ قومی قرضوں پر سودی ادائیگی اور دفاعی اخراجات ہمارے وسائل کا بہت بڑا حصہ لے جاتے ہیں یہ اخراجات ایسے ہیں کہ ان میں کمی ممکن نہیں ہے اس کے بعد سرکاری مشینری کو چلانے اور چالو رکھنے کے لئے جو اخراجات ہوتے ہیں ان میں کمی ہو سکتی ہے لیکن ہمارے فیصلہ ساز ان میں کمی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں وہ کس طرح اپنے اخراجات پر قومی مفادات کے لئے کٹ لگائیں گے۔ ہاں ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن کا خاتمہ انہیں اچھا لگتا ہے اس پر فوری عمل درآمد بھی کر دیا گیا ہے ایسا کرنے سے بزرگ ملازمین کے مسائل میں اضافہ تو ہوگا لیکن قومی بجٹ میں بہتری ہرگز نہیں ہوگی۔

تحریک انصاف کی بنیادی غلطی؟

چودھری خادم حسین

ضرب المثل کسی زبان اور ثقافت سے متعلق ہو اس میں کوئی سبق ہوتا ہے اور ان میں ماضی بھی پنہاں ہوتے ہیں۔ ملک کے سیاسی حالات کا مشاہدہ کرتے ہوئے اور پاکستان تحریک انصاف کی حکمت عملیوں پر غور کرتے ہوئے مجھے پنجابی کی بہت سی ضرب المثل یاد آ رہی ہیں، تاہم آج صرف ایک پر گزارہ کرتے ہیں، بزرگوں نے کہا "آپے پھاتڑی اے جیہنوں کون چھڑائے" مطلب یہ کہ جو خود ہی پھنسنا چاہے یا پھنس جائے اسے کوئی اور نہیں چھڑا سکتا۔ یہی کچھ حال ہمارے ملک کی تحریک انصاف اور اس کے بانی کپتان عمران خان کا ہے، میں نے جب جب غور کیا تو ان کی طرف سے مقتدرہ، حکومت اور حتیٰ کہ خود ایک دوسرے کو الزام دیتے دیکھا ہے اور ان کی طرف سے تو دیر بھی آئی ہوتی ہے۔ میں اس ایک چھوٹی مثال سے شروع کرتا ہوں کہ تحریک انصاف میں ایک سے بڑھ کر ایک ماہر آئین و قانون بیٹھے ہیں اور ان میں بھی بیرسٹر حضرات کی تعداد قریباً پچانوے فیصد ہے اتنے سارے اہل لوگوں کے ہوتے ہوئے یہ حضرات خود اپنی غلطی تسلیم کرنے سے مار کھا گئے ہیں تو اس میں کس کا قصور، اب یہ حضرات لکیر پیٹ رہے ہیں اور عدالت کو کوس رہے ہیں، جانبداری کا الزام لگا رہے ہیں، حتیٰ کہ ان کی گفتگو میں عدالت کے ذمہ دار بھی آ جاتے ہیں۔ پنجابی میں کہتے ہیں کہ "اپنی منجی تھلے وی ڈانگ پھیرنی چاہی دی اے" یہ ضرب المثل بھی ان پر صادق آتی ہے۔ ماہرین آئین و قانون قابل احترام ہیں کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح بھی قانون دان اور بیرسٹر ہی تھے لیکن جو ماہر آئین و قانون تحریک انصاف کو چلا رہے ہیں، وہ جہاں جا رہے ہیں وہ بھی بیرسٹر ہیں اور عدالتوں میں اپنی جماعت کا دفاع بھی کرتے اور انصاف بھی طلب کرتے ہیں، لیکن اپنے عمل پر غور نہیں کرتے کہ جس عمارت کی بنیاد ہی ٹیڑھی اور غلط رکھی گئی ہو وہ کبھی سیدھی کھڑی نہیں رہ سکتی تو قارئین! ان حضرات سے ابتدا ہی میں غلطی ہو گئی اس لئے عمارت سیدھی نہیں ہو سکی۔ ہم مانتے ہیں کہ گزرے انتخابات کے لئے الیکشن کمیشن کے بعض اقدامات قابل اعتراض ہیں بلکہ ہادی النظر میں مخالفانہ نظر آتے ہیں اور بڑا اقدام جس نے تحریک انصاف کو نقصان پہنچایا وہ انتخابی نشان نہ دیا جانا تھا، تاہم ذرا غور فرمائیں تو الیکشن کمیشن کے اس بڑے اقدام کے وجود ایک دوسرا بڑا فیصلہ ہو سکتا تھا کہ تحریک انصاف کی بطور سیاسی جماعت رجسٹریشن منسوخ ہوئی اور نہ معطل ہوئی تھی، چنانچہ یہ جماعت تمام تر رکاوٹوں اور کارروائیوں کے باوجود آج بھی رجسٹرڈ جماعت ہے لیکن ہمارے بیرسٹر حضرات نے بھی اس آئینی اور قانونی نکتہ کو درخور اعتنا ہی نہیں جانا اور اسی وجہ سے خصوصی نشستوں تک کی تقسیم میں نقصان اٹھایا اور خیبرپختونخوا میں سینٹ کے انتخابات میں بھی تاخیر ہوئی۔ اب بھی جب تک خیبرپختونخوا اسمبلی اپنے لئے نئے [illegible] منتخب نہیں کر لیتی یہ الجھن باقی رہے گی۔

قارئین! ذرا غور فرمائیں تو اس میں خود کوتاہی اور غفلت تحریک انصاف والوں کی ہے کہ انہوں نے بنیاد غلط رکھ دی اور پھر عدالت کی سدھائی (سیدھا رکھنے) کے لئے قانونی جنگ لڑی اور بدوی اور الزام عدلیہ پر لگایا یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے اور میرے سمیت بے شمار لوگ برملا ایسا ہی مانتے ہیں کہ عام انتخابات میں تحریک انصاف کے امیدواروں کے پاس جماعتی نشان نہ ہونے کے باوجود سوشل میڈیا کی ترغیب اور تکان دل پر رائے دہندگان نے دھڑا دھڑ تحریک انصاف کے حمایت یافتہ امیدواروں کو ووٹ دیئے اور جتایا، یہی مصدقہ اطلاعات ہے، وفاق اور صوبوں کی اسمبلیوں میں تحریک انصاف پارلیمانی طور پر موجود تھی لیکن قانونی اور آئینی طور پر تمام منتخب حمایت یافتہ اراکین آزاد تھے، آئینی اور قانونی طور پر ان کے لئے واجب اور لازم تھا کہ تین روز کے اندر اندر اپنی پسند کی جماعت میں شامل ہوتے یا پھر آزاد رہنے کا فیصلہ کرتے۔ یہ وہ وقت تھا جب عمارت کی بنیاد کا سلسلہ ہوتا ہے، تحریک انصاف کے ان محترم بیرسٹر حضرات نے تحریک انصاف کی بجائے ایک دوسری جماعت سنی اتحاد کونسل کو چنا، ان دونوں جماعتوں نے جماعتی حیثیت سے انتخابات میں حصہ لیا اور ان کا ایک ایک منتخب نمائندہ بھی موجود تھا لیکن ماہرین کرام نے فیصلہ کیا کہ "آزاد اراکین" سنی اتحاد کونسل میں شریک ہوں اور منتخب حضرات کی بھاری اکثریت نے حلف نامے دے دیئے۔ یوں یہ ایک بڑی غلطی تھی جس کے باعث تحریک انصاف کو بطور پارلیمانی پارٹی کام کرنے کی قانونی اور آئینی حیثیت حاصل نہ ہوئی اور وہ سنی اتحاد کونسل کی پارلیمانی پارٹی کہلائے تاہم یہ بہت بڑی حقیقت تھی کہ خود سنی اتحاد کونسل نے بطور رجسٹرڈ جماعت انتخابات میں حصہ نہیں لیا تھا خود اس کے سربراہ صاحبزادہ حامد رضا بھی آزاد رکن تھے، یوں یہ امانت خیانت میں رکھ دی گئی اور عمارت سیدھی نہ ہوئی بالآخر تمام قانونی جنگ ناکام ہوئی اور تحریک انصاف خصوصی نشستوں سے محروم ہو گئی، اب یہ قانون دان آئینی ماہرین غور کر لیں کہ جس جماعت کا اپنا وجود ہی پارلیمانی نہیں اسے آئینی طور پر نشستیں کیسے دی جا سکتی ہیں۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ رائے دہندگان نے تحریک انصاف کے حمایت یافتہ امیدواروں کو آزادانہ حیثیت میں ووٹ دیا، اب آپ غور فرمائیں کہ اگر یہ حضرات (فیصلہ کرنے والے) سنی اتحاد کونسل کی بجائے تحریک انصاف میں شمولیت کا حلف نامہ دیتے اور پی ٹی آئی پارلیمانی پارٹی قائم کرتے تو قانونی حیثیت مختلف ہوتی کہ تحریک انصاف تب بھی اور آج بھی بطور سیاسی جماعت رجسٹرڈ جماعت ہے۔ اب اگر یہ فیصلہ ہوتا اور چیلنج یا کوئی اور قدم اٹھایا جاتا تو باقی تو عدالتی جنگ یقیناً تحریک انصاف کے حق میں ہوتی اور اپنے کئے کی وجہ سے ہونے والے نقصان کا الزام عدالت کو نہ دیا جاتا اور یقیناً تحریک انصاف کے حق میں بات ہوتی اور اپنے کئے کی وجہ سے ہونے والے نقصان کا الزام عدالت کو دیا جاتا اور یقیناً آخری فیصلہ ان کے حق میں ہوتا۔ اب سانپ نکل جانے کے بعد لکیر پیٹنے کا کوئی جواز نہیں، ان حضرات کو اپنی قانونی غلطی کو تسلیم کر لینا چاہیے، یوں بھی اب یہ اپنی طرف سے قرارداد کی تیرا آئینی ترمیم اور حکومت اور اداروں کے ساتھ بھی کام کر رہے ہیں اور عدالتی فیصلے ہی کے مطابق چیئرمین سینیٹ کے لئے سرگرمیاں جاری ہیں، بہتر عمل بروقت اور پہلا فیصلہ ہوتا ہے۔

جہاں تک تحریک انصاف کی حالیہ صورت حال کا تعلق ہے تو اختلافات عام ہیں، حتیٰ کہ تحریک چلانے کا عمل بھی مشکوک نظر آتا ہے اور پھر الزام بھی درست ثابت نہیں ہوتے سب سے بڑا الزام جو بار بار لگایا جاتا ہے وہ کپتان کی جیل میں سہولتوں کے حوالے سے ہے۔ میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر جیل سپرنٹنڈنٹ کی طرف سے عدالت میں دی گئی رپورٹ کو درست جانتا ہوں ان سے قبل ایسی سہولتوں کی مثال نہیں ملتی۔ جو قید تنہائی میں رہے، نواز شریف، شہباز شریف بھی معہ مریم نواز ایک ایک کمرے تک محدود رہے اور ان کو ایئرکنڈیشنر کا حصول مشکل تھا، یوں خان صاحب جیل کے شہزادے ہیں، یہ الفاظ میرے نہیں، ڈاکٹر جہانگیر بدر (مرحوم) کے تھے۔

☆☆☆☆☆

عمران کی رہائی تحریک کا کونڈا

حامد ولید

سینٹ انتخابات کے حوالے سے پی ٹی آئی کے اندرونی اختلافات ختم ہو گئے لیکن اس سارے قصے میں عمران خان کی رہائی کے لئے چلائی جانے والی تحریک کا کونڈا ہو گیا ہے۔ اس سے قبل پارٹی لوگوں کا کہنا تھا کہ سینٹ انتخابات میں خیبرپختونخوا اسمبلی کے اندر پائے جانے والا گروپ کھل کر سامنے آ جائیں گے جس کے بعد علی امین گنڈاپور کا بطور وزیر اعلیٰ خیبرپختونخوا اپنی حکومت قائم رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ اب جبکہ یہ خبریں سامنے آ رہی ہیں کہ سینٹ پر جاری اختلاف ختم ہو گیا ہے تو یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وزیراعلیٰ جناب گنڈاپور کی شخصیت پر موجود اختلافات بھی ختم ہو گئے یا ابھی نہیں ہوئے ہیں؟ اگر یہ اختلافات ختم ہو گئے ہیں تو کن شرائط پر ہوئے ہیں کیونکہ اس سے قبل جب گورنر خیبرپختونخوا فیصل کنڈی اور اے این پی کے سربراہ ایمل ولی خان نے وزیر اعظم سے ملاقات کی اور دوسری طرف متحدہ اپوزیشن اتحاد کے ایک وفد نے مولانا فضل الرحمن سے ملاقات کی تو ایسا تاثر پیدا ہوا تھا کہ علی امین گنڈاپور کی وزارت اعلیٰ کا دھڑن تختہ ہونے جا رہا ہے۔ تبھی تو پی ٹی آئی نواز صحافتی حلقوں اور پی ٹی آئی کی سوشل میڈیا نے مہم کا آغاز کر دیا تھا کہ خیبرپختونخوا کے عوامی مینڈیٹ کا احترام کرتے ہوئے پی ٹی آئی کی حکومت کو قائم رہنے دیا جائے۔ تاہم ابھی اس بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہ ہوا تھا کہ علی امین گنڈاپور نے لاہور میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے جب زبان کھولی تو ایک نہیں، کئی کے کھول کر رہ گئے اور خود پی ٹی آئی کے اندر سے ایسی ایسی اختلافی آوازیں ابھریں کہ عمران خان کی رہائی و تحریک تحفظ آئین سب کچھ درہم برہم ہو گیا۔

پی ٹی آئی کے اندرونی اختلافات اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ آہستہ آہستہ وہاں پر سابق جنرل فیض حمید کے اثرات کمزور پڑنا شروع ہو گئے ہیں اور ان کی جگہ پر دیگر عوامل نے لے لی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پی ٹی آئی کی سیاسی حکمت عملی بھی اب وہاں پر کھیل بن رہی ہے، جہاں دھرنوں کے دنوں سے لے کر عمران خان کے خلاف تحریک عدم اعتماد آنے کے بعد 8 فروری 2024ء کے انتخابات تک ان کی تھی۔ اسی طرح سوشل میڈیا پر پی ٹی آئی کی منظم مہم سازی پر بھی پوری طرح قابو پا لیا گیا ہے اور الیکٹرانک میڈیا پر پی ٹی آئی کے اثرات کا خاتمہ یوں ہو چکا کہ پی ٹی آئی نے خود اے آر وائی نیوز کے خلاف ایک دن کے بائیکاٹ کا اعلان کیا۔ یہ وہی اے آر وائی ہے جہاں دھرنے کے دنوں میں مذاکرات چلتی تھیں اور جس کے ارشد شریف کا قتل ابھی تک ایک معمہ بنا ہوا ہے۔ یہ ساری صورت حال بتاتی ہے کہ پلوں کے نیچے سے بہت سا پانی بہہ چکا ہے اور پی ٹی آئی کی مقتدرہ میں موجود حمایت و ہمدردی کے سارے سلسلے منقطع ہو گئے ہیں اور اب خیبرپختونخوا میں پی ٹی آئی کی قیادت بھی تنہا رہ گئی ہے۔

درج بالا صورت حال سے پتہ چلتا ہے کہ پی ٹی آئی کا بوریا بستر لپیٹنے میں موجودہ مقتدرہ کو کچھ تین برس لگ گئے۔ اس دوران معاشی اشاریوں میں جو بہتری کے آثار پیدا ہوئے اس سے پی ٹی آئی نواز حلقوں کی جانب سے چلائی جانے والی اس مہم کو بھی شکست ہو گئی کہ ملک میں سیاسی استحکام کے بغیر معاشی استحکام نہیں آئے گا جس کے لئے عمران خان کی رہائی ضروری ہے۔ اسی طرح امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ سے خوشگواری کی جو توقعات باندھی گئی تھیں، وہ بھی ہوا ہو گئیں۔ اب عمران خان باہر رہیں یا اندر، ملکی سیاست میں ان کا سکہ چلنے والا نہیں ہے۔

قلم فاؤنڈیشن انٹرنیشنل اور پاکستان انسٹیٹیوٹ آف نیشنل افیئرز کے زیر اہتمام شائع ہونے والی 'دانش گفتگو' جناب الطاف حسن قریشی کے ان چیدہ چیدہ انٹرویوز پر مشتمل مجموعہ ہے جو 1961ء سے 1964ء کے دوران کئے گئے۔ 'دانش گفتگو' الطاف حسن قریشی صاحب کی علمی، ادبی اور صحافتی عظمت کا پتہ دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے ہاں شعر کہنے کی زبردست صلاحیت کو بھی ہم اپنے تئیں ان خوشہ چینیوں سے متعارف کرواتی ہے۔ جناب الطاف حسن قریشی اور ان کا ادارہ 'اردو ڈائجسٹ' عہد آفرین کے تذکرے ہیں اور ماضی کے جھروکوں میں اس سے بہتر جھانکنے کا کوئی اور طریقہ نہیں ہو سکتا ہے کہ دانش گفتگو کا مطالعہ کر لیا جائے۔ یوں تو اس کتاب کا ہر صفحہ علم و دانش کا پرتو نظر آتا ہے تاہم خاص ایک معرکۃ الآراء انٹرویو نہ صرف الطاف حسن قریشی صاحب کی اپنے پیشے پر مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہیں بلکہ اس پورے عہد کا ایک جائزہ بھی ہیں جس میں قریشی صاحب کا اس وقت کی نابغہ روزگار شخصیات سے مکالمہ ہوا۔ انٹرویوز کو تحریر کرنے کا منفرد اسلوب دانش گفتگو کو علیحدہ سے جلا بخشتا ہے۔ یہ صحافتی دستاویز سے بڑھ کر ایک ادبی شہ پارہ ہے جس کا پاکستانی سیاست، صحافت سے شغف رکھنے والے ہر شخص کو بار بار مطالعہ کرنا چاہئے۔ اسی طرح اس فن پارے کو یونیورسٹیوں کے شعبہ صحافت کے نصاب میں بھی شامل کرنا چاہئے تاکہ نسل نو کو نہ صرف صحافت کے زریں اصولوں سے آگاہی ہو سکے بلکہ وطن عزیز کے ان ادوار کا بھی ادراک ہو سکے جب پاکستان اپنے قیام کے بعد پہلی مرتبہ ترقی و خوشحالی کی زقندیں بھر رہا تھا۔ دانش گفتگو کا مطالعہ ہر پاکستانی کے لئے اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہم 60ء کی دہائی کے پاکستان کو ان شخصیات کے خیالات کے تناظر میں سمجھ سکیں جو اس دہائی کی لگام اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھے۔ یوں بھی بقول شاعر!

کچھ اور سبق ہم کو زمانے نے سکھائے
کچھ اور سبق ہم نے کتابوں میں پڑھے تھے

ہوا کی لہریں، نئی اور پرانی

شاہد ملک

لاہور سے لندن تک کے ہوائی سفر میں اب کے منفرد کرکٹ کمنٹیٹر اور صحافی جناب عمر قریشی بار بار یاد آتے رہے۔ اگر اپنی سوچ کو ذرا سا روحانی دبدبہ عطا کروں تو میرے خواب و خیال کی یہ واردات ایک پاکستان نواز غیر ملکی اقدام کی پیشگی بشارت سے کم نہیں تھی۔ بشارت یہ کہ ہماری قومی ائر لائن کی پاک برطانیہ پروازوں پر پانچ سال سے جو پابندی عائد تھی وہ ہٹا دی گئی ہے۔ پی آئی اے کا حتمی مستقبل بدستور قیاس آرائیوں کا موضوع سہی، لیکن یورپی یونین کی طرح تازہ برطانوی فیصلے سے ہماری ڈانواں ڈول ساکھ کو سہارا تو ملا۔ ساکھ کا یہی رشتہ پاکستان انٹرنیشنل ائر لائنز کو عمر قریشی کے اسم گرامی سے جوڑتا ہے۔ ائر مارشل نور خان کی زیر قیادت ہماری ائر لائن نے جو منازل طے کیں وہ تو کم و بیش سبھی کو ازبر ہیں۔ پر کتنے لوگوں کو یاد ہے کہ 'گریٹ پیپل ٹو فلائی وِد' کی کہانی کے پیچھے، جسے 'باکمال لوگ، لاجواب پرواز' کے اردو نعرے نے عوامی مقبولیت بخشی، ہمارے عمر قریشی صاحب کا رول کتنا تھا؟

یہ فروری 1961ء کا واقعہ ہے جب ملکہ برطانیہ الزبتھ دوم اور ان کے شوہر پرنس فلپ بطور سرکاری مہمان پاکستان کے دورے پر پاکستان ائر لائنز کی خصوصی پرواز سے تشریف لائے۔ اصلی تے وڈے عمر قریشی (اب اس نام کے جعلی کئی دو نمبر بھی منظر عام پر آ چکے ہیں) مذکورہ مرحلے پر بلند سے بلند تر لہروں پر اڑتی ہوئی پی آئی اے میں شعبہ تشہیر و اشاعت کے سربراہ تھے۔ چنانچہ اپنی آواز کی طرح کھنکتے ہوئے ایک بلند وار اخباری کالم میں انہوں نے بعد ازاں انکشاف کیا کہ فضائی عملے کو چھوڑ کر مذکورہ پرواز پر کل دو پاکستانی سوار ہوئے، ایک ائر مارشل نور خان اور دوسرے عمر قریشی۔ شاہی مہمانوں کے سوا باقی بیشتر مسافر یا تو برطانوی صحافی تھے یا سیکیورٹی کے اراکین۔ آپ اسے خوش قسمتی کہہ لیں یا میرے ممدوح کی مہارت کہ دوران پرواز ملکہ کی زبان سے وہ الفاظ نکلے جو پی آئی اے کی پہچان بن گئے۔

دراصل پیشہ ورانہ زاویے کو سامنے رکھتے ہوئے عمر قریشی صاحب نے ہمت دکھائی اور جہاز میں سوار شاہی خدمتگار کے توسط سے پوچھ لیا کہ ملکہ کو پاکستان انٹرنیشنل ائر لائنز کی پرواز کیسی لگی۔ "گریٹ پیپل ٹو فلائی وِد" جیسا فی البدیہہ اور دلکش جواب اسی مختصر مکالمے کا حصہ تھا۔ اس پر عمر قریشی نے ملکہ سے یہی جملہ تحریری شکل میں عنایت کرنے کی استدعا کی تو یہ فرمائش بھی پوری ہوئی۔ اب جتنی برجستگی سے یہ جملہ ادا ہوا تھا اتنا ہی بامحاورہ اس کا اردو ترجمہ بھی ہوا: "باکمال لوگ، لاجواب پرواز۔" میری دانست میں اس ترجمے کا کریڈٹ فیض احمد فیض کو جاتا ہے۔ یہ انکشاف کرتے ہوئے احتیاط اس لیے برت رہا ہوں کہ فیض کا یہ حوالہ صحافیانہ نوعیت کی ایک کتاب میں برسوں پہلے نظر سے گزرا تھا مگر اس کی تفصیل خود فیض صاحب یا عمر قریشی سے سننے کا موقع نہ ملا۔ البتہ دونوں زبانوں میں پی آئی اے کا یہ مقبول ترین سلوگن مدتوں زبان زد عام رہا۔

ہوائی سفر کے بہانے مشاعرہ برپا کرنا آج کسی شعوری منصوبے کا حصہ تو نہیں تھا۔ پھر بھی فیض کے ذکر پر دھیان حتیٰ کہ 1965ء میں قاہرہ کے حادثے کی نذر ہونے والی ائر ہوسٹس موتی گل کی طرف بھی گیا جن کی تصویر اور قومی ائر لائن کے لیے ابو الاثر حفیظ جالندھری کے مدحیہ اشعار بچوں بڑوں سب کو یاد ہو گئے تھے:

آج طیارے ہمارے خوبی پرواز سے
جلوہ آرا ساری دنیا میں ہیں فخر و ناز سے
امن کا گہوارہ ہر طیارہ پاکستان کا
فیض جاری ہے ترقی اور اطمینان کا
کر دیا ہے اپنے بندوں کو خدا نے سرفراز
کھل گیا ہے ملک و ملت پر سلیمانی کا راز

پاک برطانیہ پروازوں کی بحالی سے عمر قریشی کی نسبت کا ذکر تو تشہیر و اشاعت کے ماہر کے طور پر بیچ میں آ گیا۔ وگرنہ انیس سو پچاس اور ساٹھ کے عشروں میں کرکٹ کے رواں تبصرے کو نشریاتی فن کی معراج پر لے جانے والے اس انگریزی کالم نگار کے نصف درجن نثری مجموعے متن اور اسلوب دونوں اعتبار سے اُنہیں صاحب طرز ادیبوں کی صف میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ یہ کتابیں صرف کرکٹ، تعلقات عامہ یا ہوابازی کے موضوعات پر نہیں۔ زندگی کے اخلاقی، جمالیاتی اور عملی تجربوں کے بارے میں 'گلستان سعدی' کی طرز پر حکمت و شفقت سے بھرپور عمر قریشی کا اخذ کردہ ایک نتیجہ تو ایسا ہے جس نے مصنف ہی نہیں، خود میرا اور والد کا مستقل طور پر تبدیل کر دیا۔ یہ محض اتفاق ہے کہ ہوائی اڈوں پر رونما ہونے والے میرے بیشتر سبق آموز واقعات کی طرح قریشی صاحب کے ساتھ بھی یہ قصہ ایک ائرپورٹ ہی پر ہوا۔

سادہ الفاظ میں پچھلی صدی کی آخری چوتھائی کی یہ بات صرف اتنی ہے کہ ایک بین الاقوامی پرواز سے پہلے ہمارے اس جہاں گرد کا سامان تولا گیا تو وہ مقررہ حد سے زیادہ نکلا۔ ان کے لیے زندگی بھر میں اپنی نوعیت کا یہ اولین تجربہ تھا۔ چنانچہ کھڑے کھڑے دو ایک بھاری چیزیں نکال کر کوڑے دان میں ڈال دیں اور بوجھ ہلکا ہو گیا۔ مت بھولیے کہ عمر قریشی نام کا یہ مسافر جہاں گرد ہی نہیں، جہاں بین بھی تھا۔ اس لیے اضافی سامان سے جان چھڑاتے ہوئے اس کے ذہن میں یہ نکتہ بھی ابھرا کہ ہم ساری زندگی بہت سا مال و متاع جمع کرتے رہتے ہیں جس کا کوئی حقیقی مصرف نہیں ہوتا۔ پھر یہ کہ اس اسباب میں صرف مادی ساز و سامان شامل نہیں۔ انہونی رقابتیں، نامانوس عصبیتیں، غیر ضروری حسرتیں، حسد، کینہ پروری، یہ سب کچھ اگر فکری ایکسس بیگیج نہیں تو اور کیا ہے؟ عمر قریشی لکھتے ہیں کہ فالتو سامان کوڑا دان کو سونپنے کے عمل میں اس روز میں نے اپنے دماغ کا فالتو بوجھ بھی ہمیشہ کے لیے باہر نکال پھینکا تھا۔

یہ کالم نگار البتہ اپنے دماغی ایکسس بیگیج سے پوری نجات حاصل نہیں کر سکا۔ ہاں، اتنا تو ہے کہ ہوائی جہاز پر ہمراہ جانے والے سامان کی مقدار کم سے کم ہونے لگی۔ اسی لیے بی بی سی کی ایک کلاس روم ورکشاپ کے لیے جب لاہور سے دہلی گئے تو وہاں اپنے ہائی کمیشن سے یوم پاکستان کا دعوت نامہ ملنے پر اپنی 'کم پوشی' کے باعث مجھے توجہ کا مرکز بننا پڑا۔ دراصل تقریب کی مناسبت سے مہمانوں کے لیے قومی لباس یا لاؤنج سوٹ زیب تن کرنے کی شرط تھی جس پر میری سلیپنگ شرٹ اور خاکی زین کی پتلون پوری نہ اتر سکی۔ تب سے اپنے طرز عمل میں یہ آئینی ترمیم کر لی ہے کہ سامان بے شک آدھا ہو، مگر ائرپورٹ پر ٹائی کوٹ پہن کر آپ قائم رہتے ہیں۔ پچھلی مرتبہ علامہ اقبال ائرپورٹ پر جب اپنے کرنل شاہد ملک ہونے کی تردید کی تو سننا پڑا کہ سر تعلق تو آرڈننس فورس ہی سے لگتا ہے۔ اس بار 'وکیل صاحب' جامع تلاشی سے یوں بچ گئے کہ ان کے پاس پہننے کو ڈھنگ کا ایک ہی کوٹ تھا اور وہ کالے رنگ کا ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ 1

زبردستی استعمال کرنا بلوچ روایت اور خواتین کی حرمت کے تحت منافی ہے۔ دہشت گرد اپنے مذموم مقاصد، پروپیگنڈے اور عوامی جذبات بھڑکانے کے لیے بلوچ خواتین کو ڈھال کے طور پر استعمال کر رہے ہیں، لیکن بلوچستان کے غیور عوام اپنے نام پر بے گناہوں کا خون بہانے والے ان عناصر کو پہلے بھی مکمل طور پر مسترد کر چکے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ بیان کے اختتام پر واضح کیا گیا کہ آپریشن "عزم استحکام" کے تحت انسداد دہشت گردی کی مہم پوری قوت اور رفتار کے ساتھ جاری رہے گی اور پاکستان کی زمین سے بیرونی سرپرستی میں ہونے والی ہر قسم کی دہشت گردی اور تخریب کاری کے مکمل خاتمے کے لیے سکیورٹی فورسز اور قوم مکمل طور پر پرعزم ہیں۔

بقیہ 2

بنانے اور ترقی کے میدان میں نمایاں مقام دلانے کے لیے اقدامات جاری ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رکھنی ہیڈ کوارٹرز کو ڈویژن کا درجہ بہت پہلے مل جانا چاہیے تھا، تاہم اب ترقیاتی عمل کا آغاز ہو چکا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ رکھنی میں ترقیاتی کاموں کو بدعنوانی کے مافیا اور کمیشن کی لعنت سے پاک رکھنے کے لیے سخت ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ ایک جگہ محکمہ مواصلات و تعمیرات خود ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد کر رہا ہے تاکہ شفافیت کو یقینی بنایا جا سکے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ حکومت کی کوشش ہے کہ رکھنی کو ایک ایسا مثالی ڈویژن ہیڈ کوارٹرز بنایا جائے جہاں ترقیاتی منصوبے شفاف انداز میں مکمل ہوں اور عوام کو ان کے ثمرات حاصل ہوں۔ گوادر میں دہشت گردی کے واقعے کا ذکر کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ بلوچستان نے تعمیراتی کمپنی کی عمارت کو نشانہ بنانے کی کوشش ناکام بنانے پر سکیورٹی فورسز کی بروقت کارروائی کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں دہشت گردی کے خلاف پاک فوج، فرنٹیئر کور اور پولیس کی قربانیاں اور کارروائیاں قابل تحسین ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ اگست کے بعد صوبے میں دہشت گردی کے واقعات کے رجحان میں کمی آنا ایک مثبت پیش رفت ہے، جو سکیورٹی فورسز کی مسلسل کوششوں کا نتیجہ ہے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ دہشت گردی کے ناسور کے خلاف کارروائیاں جاری رہنی چاہئیں اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ بلوچستان سے دہشت گردی کا مکمل خاتمہ فرمائے۔

بقیہ 3

ہونے دی جائیں گی۔ میر ضیاء اللہ لانگو نے مزید کہا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سکیورٹی فورسز کی قربانیاں پوری قوم کے لیے باعث فخر ہیں۔ بلوچستان کے عوام اور سکیورٹی فورسز متحد ہو کر اس ناسور کا جڑ سے خاتمہ کریں گے اور ترقیاتی منصوبوں پر جاری کام کو ہر قیمت پر جاری رکھا جائے گا۔

بقیہ 4

سکیورٹی فورسز کی مستعدی، جرات اور پیشہ ورانہ مہارت کا مظہر ہے۔ بلوچستان میں بدامنی پھیلانے اور ترقی کا راستہ روکنے کی کوششیں کبھی کامیاب نہیں ہوں گی۔ اپنے بیان میں وزیر اعلیٰ میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ سکیورٹی فورسز نے بروقت اور مؤثر کارروائی کر کے دشمن کے مذموم عزائم کو ناکام بنا دیا ہے، جس پر پوری قوم اپنے بہادر جوانوں کو خراج تحسین پیش کرتی ہے۔ دہشت گردی کے ذریعے عوام کو خوفزدہ کرنے والے عناصر اپنے مذموم مقاصد میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔

بقیہ 5

اقتصادی تعلقات کے نئے دور کا آغاز ہو گیا، دونوں ممالک کے درمیان تجارتی حجم ایک کروڑ 30 لاکھ ڈالرز سے 20 کروڑ ڈالرز تک پہنچانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ پاکستان مالدیپ بزنس فورم میں دونوں ممالک کے درمیان دو طرفہ تعاون کے معاہدوں پر دستخط ہوئے جہاں وزیراعظم شہباز شریف اور مالدیپ کے صدر ڈاکٹر محمد معیزو سمیت اعلیٰ حکام نے شرکت کی۔ تقریب سے خطاب میں وزیراعظم شہباز شریف نے کہا مالدیپ اور پاکستان کے درمیان میری ٹائم چینلنگ ضروری ہے۔

بقیہ 6

اقدامات اور صوبے میں تعینات فارمیشنز کی آپریشنل تیاریوں پر بریفنگ دی گئی۔ آئی ایس پی آر کے مطابق فیلڈ مارشل نے افسران اور دستوں کے اعلیٰ حوصلے اور پیشہ ورانہ مہارت کو سراہتے ہوئے انہیں خطرات کا مؤثر طریقے سے مقابلہ کرنے کے لیے چوکس رہنے اور آپریشنل تیاری کے اعلیٰ معیار کو برقرار رکھنے کی ہدایت کی۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ہم ایسا سرتوڑ دہشت گرد تنظیموں کے خلاف مہم کو بھرپور طریقے سے جاری رکھیں گے اور وہ جہاں کہیں بھی ہوں گے انہیں بھرپور انداز میں نشانہ بنائیں گے۔

بقیہ 7

سینیٹ اجلاس میں اظہار خیال کرتے ہوئے طلال چوہدری نے کہا کہ این ایف سی کے تحت خیبر پختونخوا کو ملنے والی اضافی رقم دیگر صوبوں سے الگ ہے اور اس مد میں ساڑھے 8 ارب روپے پہلے دیے جا چکے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ سابق فاٹا کے آڈٹ کا عمل صوبائی حکومت کی مدد سے مکمل ہو چکا ہے، آڈٹ رپورٹ سے متعلق محکمہ جاتی اکاؤنٹس کمیٹی (ڈی اے سی) کا ایک اجلاس باقی ہے، جس کے بعد رپورٹ متعلقہ کمیٹی میں پیش کی جائے گی۔

بقیہ 8

بنانا سکیورٹی فورسز کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کا ثبوت ہے۔ دہشت گردوں کے مذموم عزائم خاک میں ملانے والے سکیورٹی اہلکار پوری قوم کا فخر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فتنہ الہندوستان سے وابستہ دہشت گرد بلوچستان میں بدامنی پھیلا کر صوبے کی تعمیر و ترقی کے سفر کو روکنے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ ترقی اور خوشحالی کے خلاف سازشیں کرنے والے عناصر کو ہر محاذ پر ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ معاون وزیر اعلیٰ نے کہا کہ دہشت گردی کے ذریعے عوام میں خوف و ہراس پھیلانے کی کوششوں کو ناکام بنایا جاتا رہے گا۔ سکیورٹی فورسز کا عزم اور پیشہ ورانہ صلاحیتیں دہشت گردوں کے لیے واضح پیغام ہیں کہ بلوچستان میں امن و استحکام کے دشمن اپنے مذموم مقاصد حاصل نہیں کر سکیں گے۔ شاہد رند نے مزید کہا کہ پوری قوم دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنی سکیورٹی فورسز کے ساتھ کھڑی ہے۔ دہشت گردی کے مکمل خاتمے اور پائیدار امن کے قیام کے لیے قومی اتحاد ناگزیر ہے۔ بلوچستان کی ترقی، خوشحالی اور امن کے سفر کو سبوتاژ کرنے کی کسی بھی کوشش کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

بقیہ 9

مقامات پر منتقل کر دیا گیا ہے، جبکہ امدادی ٹیمیں متاثرہ علاقوں میں نقصانات کا جائزہ لینے اور لوگوں کی مدد کرنے میں مصروف ہیں۔ قدرتی آفات کے دوران انسانی جانوں کا تحفظ اور متاثرہ افراد کو محفوظ مقامات پر منتقل کرنا امدادی کارروائیوں کا اہم حصہ ہوتا ہے۔ تبت میں آنے والے شدید زلزلے کے بعد امدادی سرگرمیاں جاری ہیں، جبکہ حکام متاثرہ علاقوں میں نقصانات کا جائزہ لے رہے ہیں۔

بقیہ 10

ٹرمپ سے پوچھے بغیر ایران پر حملہ کرے گا۔ نیتن یاہو نے کہا کہ امریکی صدر ٹرمپ نے یقین دلایا ہے کہ وہ کام ختم کرنے کو تیار ہیں۔ نیتن یاہو نے ان خبروں کی تردید کی کہ اکتوبر کے آغاز میں ٹرمپ نے اسرائیل کو ایران پر حملوں سے روک دیا تھا۔ خبر آئی تھی کہ اسرائیلی فوج نے 10 اور 11 اکتوبر کو ایران پر حملے کی تیاری کر لی تھی، لیکن ٹرمپ نے [illegible] سے پہلے اسرائیل کو حملے سے روک دیا تھا۔

بقیہ 11

فراہم کرنے اور اہلکاروں کیلئے خصوصی فلاحی پیکج متعارف کرانے کا اعلان کر دیا۔ گورنر کے یہ بیانات وزیر اعظم شہباز شریف کی زیر صدارت پشاور میں ہونے والے ایپکس کمیٹی کے اجلاس کے ایک روز بعد سامنے آئے جس میں چیف آف ڈیفنس فورسز فیلڈ مارشل عاصم منیر اور وفاقی و صوبائی حکام نے شرکت کی۔ پشاور میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے گورنر فیصل کریم کنڈی نے کہا کہ صوبائی انتظامیہ پولیس اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں کو دہشت گردی کے خلاف کارروائیوں کیلئے درکار آلات فراہم کرے گی

بقیہ 12

وصول کیے جانے والے 135 سے 140 روپے کو بھتہ اور غنڈہ ٹیکس قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف ملک کے 150 شہروں میں دھرنے دینے اور اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کی تیاری کرنے کا اعلان کیا ہے۔ کراچی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حافظ نعیم الرحمان نے کہا کہ ہم مہنگائی کے خلاف اور پیٹرول کی قیمت کم کرنے کے لیے طویل عرصے سے جدوجہد کر رہے ہیں۔ مہنگائی کم کرنے کے لیے انہوں نے کہا کہ پیٹرول پر 80 روپے کی اضافی پیٹرولیم لیوی، [illegible] روپے کی کاربن لیوی اور 21 روپے کی کسٹم ڈیوٹی اور دیگر ٹیکسز ختم کیے جائیں۔

بقیہ 13

تو آپ جنگل میں ہیں۔ جنگ آپ کیلئے تلخ نتائج لے کر آئے گی۔ اسٹاک مارکیٹ کریش کر جائے گی، بانڈز مارکیٹ کریش ہو گی۔ قرضوں اور مہنگائی میں اضافہ ہوگا۔ آپ کے فوجی مریں گے۔ ایرانی وزیر خارجہ عباس عراقچی نے کہا کہ امریکا نے اسرائیل کے دفاعی اخراجات پر 11 ارب ڈالر خرچ کیے۔ یہ طرز تعلقات نہیں بلکہ ایک طفیلی ریاست کے ساتھ تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ اسرائیل امریکی عوام کے لہو کا اپنے دفاع پر خرچ کروا رہا ہے۔

بقیہ 14

پاکستان پیٹرول پمپ اونرز ایسوسی ایشن نے وفاقی وزیر پیٹرولیم سے ملاقات کا وقت مانگ لیا۔ آل پاکستان پیٹرول پمپ اونرز ایسوسی ایشن نے وفاقی وزیر پیٹرولیم علی پرویز ملک کو خط لکھ دیا۔ ایسوسی ایشن نے کہا کہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں مسلسل تبدیلی سے کاروباری مشکلات بڑھ رہی ہیں، قیمتوں میں روزانہ رد و بدل سے پیٹرول پمپ مالکان کو مالی نقصانات کا سامنا ہے، پیٹرولیم مصنوعات کے موجودہ اسٹاک کی مالیت کے تعین میں مشکلات پیش آ رہی ہیں۔

بقیہ 15

نشانہ بنانے کی دھمکی دی ہے۔ اتحادی افواج کے ترجمان میجر جنرل ترکی المالکی نے کہا کہ حوثیوں کے یہ الزامات عوامی رائے کو گمراہ کرنے، اپنی مشکلات سے توجہ ہٹانے اور یمنی قبائل کو اپنے تنازعات میں گھسیٹنے کی کوشش ہیں۔ ترکی المالکی کے مطابق یمنی قبائل یمن کے سماجی اور تاریخی ڈھانچے کا اہم حصہ ہیں اور سعودی و یمنی عوام کے درمیان بھائی چارے اور رابطے کا ذریعہ ہیں۔

بقیہ 16

یوکرینی صدر کا کہنا تھا کہ فوری استعمال کے لیے اسٹار لنک کے ذریعے فراہم کی جانے والی خاص اسٹار شیلڈ نیٹ ورک کی ٹیکنالوجی مکمل طور پر بحال نہیں ہوئی ہے۔ ٹرمپ نے اس رپورٹ پر تبصرہ کرنے سے گریز کیا کہ آیا انہوں نے مسک کو سروس پر عائد پابندیاں اٹھانے کے لیے فون کیا تھا۔ اس بارے میں پوچھے جانے پر ان کا کہنا تھا کہ مختصر بات یہ ہے کہ ایلون مسک نے اسے بحال کر دیا ہے۔ ٹرمپ انتظامیہ اس سے قبل اس بات کی تردید کر چکی ہے کہ اس نے ایلون مسک کی کمپنی کو سروس معطل کرنے کی ہدایت دی تھی۔

بقیہ 17

آغاز سابق امریکی صدور کو بہت پہلے کر دینا چاہیے تھا۔ انہوں نے کہا کہ امریکا نے ایران کو بری طرح نقصان پہنچایا ہے اور وہ مزید کارروائی بھی کر سکتا ہے۔ امریکی صدر نے ایک بار پھر اس موقف کا اعادہ کیا کہ ایران کو جوہری ہتھیار حاصل کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ انہوں نے کہا کہ ایران کے خلاف کارروائی کی سیاسی قیمت سے میں ابتدا ہی سے آگاہ تھا لیکن میرے نزدیک تہران کو جوہری ہتھیاروں کے حصول سے روکنا ضروری ہے۔

بقیہ 18

کالعدم تحریک طالبان پاکستان کے دہشت گردوں کے خلاف گلشن جوہر اور گھاس چوک کے قریب مشترکہ کارروائی کرتے ہوئے 3 دہشت گردوں کو گرفتار کر کے ان کے قبضے سے تیار شدہ آئی ای ڈی، ہینڈ گرنیڈ اور اسلحہ برآمد کر لیا۔ تفصیلات کے مطابق کاؤنٹر ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ (سی ٹی ڈی) اور وفاقی حساس ادارے نے بھارتی حمایت یافتہ کالعدم تنظیم بلوچستان لبریشن آرمی اور فتنہ الخوارج کالعدم تحریک طالبان پاکستان کے دہشت گردوں کے خلاف مشترکہ کارروائیاں کرتے ہوئے 3 دہشت گردوں کو گرفتار کر کے ان کے قبضے سے آئی ای ڈی، ہینڈ گرنیڈ اور اسلحہ برآمد کر لیا۔

بقیہ 19

کوشش کرنے والے عناصر کو ہر محاذ پر ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اپنے بیان میں بابر یوسفزئی نے کہا کہ گوادر میں دہشت گردوں کے خلاف کامیاب کارروائی پر سکیورٹی فورسز خراج تحسین کی مستحق ہیں۔ بروقت اور مؤثر حکمت عملی کے ذریعے ایک بڑے خطرے کا سدباب کیا گیا، جو قومی سلامتی کے تحفظ اور دہشت گردی کے خلاف غیر متزلزل عزم کی عکاسی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں امن و استحکام کے قیام کے لیے سکیورٹی اداروں کی قربانیاں اور خدمات قابل تحسین ہیں۔ دہشت گرد عناصر بلوچستان کے عوام کے عزم اور ریاستی اداروں کی مضبوطی کو کمزور نہیں کر سکتے۔ فتنہ الہندوستان سے وابستہ عناصر بھی صوبے کے امن اور ترقی کے سفر میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ معاون برائے داخلہ نے کہا کہ دہشت گردی اور تخریب کاری کے ذریعے عوام میں خوف و ہراس پھیلانے کی کوششیں ناکام بنائی جاتی رہیں گی۔ گوادر میں کامیاب کارروائی کے ذریعے امن دشمن عناصر کو واضح پیغام دیا گیا ہے کہ بلوچستان میں دہشت گردی کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ بابر یوسفزئی نے مزید کہا کہ بلوچستان کے عوام امن، ترقی اور خوشحالی چاہتے ہیں اور دہشت گرد عناصر عوام کی خواہشات کو یرغمال نہیں بنا سکتے۔ صوبے کی معاشی ترقی، سرمایہ کاری اور ترقیاتی سرگرمیوں کا تسلسل ہر صورت برقرار رکھا جائے گا۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ حکومت بلوچستان عوام کے جان و مال کے تحفظ اور پائیدار امن کے قیام کے لیے پرعزم ہے، جبکہ دہشت گردی کے خاتمے اور امن دشمن عناصر کے خلاف قانون کے مطابق مؤثر کارروائیاں جاری رہیں گی۔ بلوچستان کے عوام اور سکیورٹی فورسز متحد ہو کر دہشت گردی کے خلاف جدوجہد جاری رکھیں گے۔

بقیہ 20

45 ارب ڈالرز سے زائد خرچ کیے جا چکے ہیں۔ امریکی سینیٹرز کا کہنا ہے کہ تنازع کو تقریباً 8 ماہ ہونے والے ہیں، تاہم کوئی بھی وضاحت نہیں کر پا رہا کہ اس جنگ سے کیا حاصل ہوا ہے اور یہ کب ختم ہو گی؟ دوسری جانب سینیٹر کرس مرفی نے امریکی انتخابی مہم کی حکمت عملی پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ صدر ٹرمپ نے ایران کے ساتھ جنگ شروع کی

بقیہ 21

مختلف مقامات پر پولیس مقابلوں میں 10 ڈاکو مارے گئے۔ ڈاکوؤں کی فائرنگ سے ایک پولیس اہلکار زخمی بھی ہوا۔ ہلاک ملزمان کے قبضے سے اسلحہ، موٹر سائیکلیں، نقدی اور موبائل فونز برآمد ہوئے۔ فیروز آباد پارک کے قریب پولیس مقابلے میں دو ڈاکو ہلاک ہوئے۔ ہلاک ملزمان کی شناخت صابر اور شعیب کے ناموں سے ہوئی۔ ہلاک ملزمان قتل، اسٹریٹ کرائمز اور کروڑوں روپوں کی ڈکیتیوں میں ملوث تھے۔ کورنگی 6 نمبر کے قریب دو ڈاکو مقابلے میں ہلاک ہوئے، بفرزون ڈی سی آفس کے قریب پولیس مقابلے میں دو ڈاکو مارے گئے

بقیہ 22

کے لیے غزہ میں اپنی فورسز کو دوبارہ منظم کر رہی ہے۔ اسرائیلی حکام کے مطابق حماس کو غیر مسلح کرنے کے لیے فوجی طاقت استعمال کرنا پڑ سکتی ہے۔ اسرائیلی اخبار ہارٹز نے باخبر ذرائع کے حوالے سے رپورٹ کیا ہے کہ سینئر اسرائیلی فوجی حکام نے حماس سے متعلق انٹیلی جنس معلومات اپنے امریکی ہم منصبوں کو فراہم کی ہیں۔ یہ معلومات حالیہ دنوں میں واشنگٹن اور اسرائیلی سیاسی قیادت کے سامنے بھی پیش کی گئی ہیں۔

بقیہ 23

ایف آئی اے ملتان زون نے بہاولپور میں کارروائی کرتے ہوئے نادرا آفس بہاولپور کے 2 اہلکار گرفتار کر لیے۔ حکام کے مطابق افغان شہریوں کو شناختی کارڈز جاری کرنے میں ملوث ملزمان میں شہزاد احمد اور آصف بشیر شامل ہیں۔ حکام کے مطابق ملزمان کے خلاف نادرا آرڈیننس اور تعزیرات پاکستان بدعنوانی ایکٹ کی زیر دفعہ کے تحت مقدمہ درج ہے، گرفتار ملزمان سے مزید تحقیقات جاری ہیں۔

بقیہ 24

باعث پاکستان کی بیرونی مالیاتی پوزیشن کمزور ہو سکتی ہے۔ آئی ایم ایف نے زرمبادلہ کے ذخائر کو محفوظ رکھنے کیلئے شرح مبادلہ میں لچک برقرار رکھنے اور بڑھتی مہنگائی پر قابو پانے کیلئے مانیٹری پالیسی مزید سخت کرنے پر زور دیا ہے۔ آئی ایم ایف نے پاکستان کے بارے میں یہ مشاہدات مشرق وسطیٰ اور وسطی ایشیا سے متعلق اپنی علاقائی رپورٹ میں پیش کیے جو گزشتہ ہفتے عالمی بینک اور آئی ایم ایف کے سالانہ اجلاسوں کے ایک ہفتے بعد گزشتہ روز جاری کی گئی۔

بقیہ 25

حکومت مل کر کوئی لائحہ عمل مرتب کریں۔ مسلم لیگ ن کے رہنما سعد رفیق نے ایک بیان میں کہا کہ سنگین جرائم کے مجرمان کو قانون کے شکنجے میں لانا ریاستی اداروں کا فرض ہے جبکہ مجرموں کے تیز اور فوری عدالتی ٹرائل کے ذریعے انہیں سزائیں دینا عدلیہ کی ذمہ داری ہے۔ سعد رفیق نے کہا پاکستان میں نظام عدل کے بریک ڈاؤن کی کیفیت پیدا ہو چکی ہے، انصاف کی فراہمی کیلئے غیر معمولی تاخیر اور رکاوٹیں ہیں مگر پارلیمنٹ و فریق کی کوئی شنوائی ہے نہ کوئی تحفظ حاصل ہے۔

بقیہ 26

دیا۔ سکیورٹی ذرائع کے مطابق نصیر آباد میں تخریب کاری کے مقصد سے نصب کیے گئے 6 کلوگرام دیسی ساختہ بم کی موجودگی کی اطلاع ملتے ہی سکیورٹی فورسز اور بم ڈسپوزل اسکواڈ (بی ڈی ایس) کی ٹیموں نے علاقے کو گھیرے میں لے کر بم کو محفوظ طریقے سے ناکارہ بنا دیا، جس کے باعث ممکنہ طور پر ہونے والے بڑے جانی و مالی نقصان کا خطرہ ٹل گیا۔ واقعے کے فوراً بعد سکیورٹی فورسز نے علاقے کو گھیرے میں لے کر تخریب کاروں کی تلاش کے لیے سرچ آپریشن شروع کر دیا ہے۔

بقیہ 27

لاشیں اور زخمی خون میں لت پت پڑے رہے، جس سے علاقے میں کہرام مچ گیا۔ اطلاع ملتے ہی ایدھی فاؤنڈیشن، لسبیلہ ویلفیئر ٹرسٹ اور ریسکیو 1122 کی ایمبولینسز فوری طور پر جائے حادثہ پر پہنچ گئیں اور امدادی کارروائی شروع کر دی۔ تمام لاشوں اور زخمیوں کو فوری طور پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال منتقل کیا گیا۔ خوفناک حادثے کی اطلاع ملتے ہی ڈپٹی کمشنر لسبیلہ حمیرا بلوچ، ایس ایس پی لسبیلہ نجیب اللہ پندرانی، ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ڈاکٹر فرید اللہ شاہ بابی، ایم ایس ڈی ایچ کیو ہسپتال ڈاکٹر نور احمد، ایدھی بلوچستان کے انچارج ڈاکٹر عبدالحکیم لاسی، لسبیلہ ویلفیئر ٹرسٹ کے انچارج محمد رمضان جاموٹ اور ایس ایچ او عبدالواحد لاسی فوری طور پر ڈی ایچ کیو ہسپتال پہنچ گئے۔ ڈپٹی کمشنر لسبیلہ حمیرا بلوچ نے ہسپتال میں فوری ایمرجنسی نافذ کر دی اور ڈاکٹروں و پیرامیڈیکل اسٹاف کو ہائی الرٹ رہنے کی ہدایت کی۔ انہوں نے ہدایت کی کہ زخمیوں کو علاج معالجے کی ہر ممکن سہولت فراہم کی جائے اور شدید زخمیوں کو فوری طور پر کراچی منتقل کرنے کے انتظامات عمل میں لائے جائیں۔ پولیس ذرائع کے مطابق مسافر کوچ تربت سے کراچی جا رہی تھی جبکہ منی وین حب سے بیلہ کی جانب جا رہی تھی کہ وندر کے مقام پر تیز رفتاری کے باعث دونوں آمنے سامنے تصادم ہو گیا۔ واقعہ پولیس نے دونوں گاڑیوں کو اپنی تحویل میں لے کر مزید تفتیش شروع کر دی ہے، جبکہ ضروری قانونی کارروائی کے بعد جاں بحق افراد کی لاشیں ورثا کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ ہسپتال ذرائع کے مطابق متعدد زخمیوں کی حالت تشویشناک ہے جس کے باعث جاں بحق افراد کی تعداد میں اضافے کا خدشہ ہے۔

بقیہ 28

کہ کوئی بھی سیاسی جماعت جو پورے خلوص کے ساتھ فورسز کے ساتھ کھڑی نہیں ہوگی وہ مائنس ہو جائے گی۔ رانا ثنا اللہ نے کہا ہے کہ دہشت گردی کا خاتمہ کرنا ہی ترجیح ہے، دہشت گردی کو ختم کیے بغیر لوگوں کی زندگی کو محفوظ نہیں کیا جا سکتا، دہشت گردی کے خلاف پوری قوم کو متحد ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ خیبر پختونخوا سے دہشت گردی کا قلع قمع کیا جائے گا، گورنر کے پی نے 160 ارب روپے کا تقاضا کیا جس کی وزیر اعظم نے فوری منظوری دی۔

بقیہ 29

میں عملدرآمد کی خامیوں اور غیر مستحق افراد کی شمولیت کے حوالے سے سنگین انکشافات سامنے آئے ہیں۔ قومی اسمبلی میں وزارت تخفیف غربت کی جانب سے جمع کرائی گئی تفصیلات میں بتایا گیا کہ جولائی 2025 سے 30 جون 2026 تک بی آئی ایس پی سے 22 لاکھ 59 ہزار 404 ایسے مستفیدین کو خارج کیا گیا۔

بقیہ 30

میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ علی امین گنڈاپور نے مذاکراتی عمل میں شامل کرنے کا مطالبہ کیا ہے، محمود اچکزئی نے بھی لچک دکھائی ہے۔ خواجہ آصف نے کہا کہ اداروں کے خلاف یوٹیوب کی مہم سے پارٹی کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ بیرون ملک بیٹھے یوٹیوبرز کے حوالے سے [illegible] آئیں گے۔

بقیہ 31

کی نظریاتی، دینی اور اخلاقی اساس کے محافظ ہیں، جہاں قرآن و سنت کی تعلیم کے ساتھ طلبہ کی کردار سازی، اخلاقی تربیت اور معاشرے کی اصلاح کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے۔ ان اداروں کے خلاف منفی پروپیگنڈا کر کے ان کی خدمات کو مشکوک بنانے کی کوشش کرنا درحقیقت دینی تعلیم اور اسلامی اقدار سے وابستہ عوام کے جذبات کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ طاقت، دباؤ اور جھوٹے پرچے جیسے ہتھکنڈوں سے عوام پر اپنی مرضی کے نظریات مسلط نہیں کیے جا سکتے۔ ایسے اقدامات مسائل حل کرنے کے بجائے بے چینی، بداعتمادی اور نفرت کو جنم دیتے ہیں۔ ریاست اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک میں آئین و قانون کی بالادستی، انصاف، برداشت اور باہمی احترام کو فروغ دے، نہ کہ اختلاف رائے رکھنے والوں کو غداری کے الزامات سے نواز کر ان کی ذاتی کردار کشی کی جائے۔ مولانا عبدالواسع نے کہا کہ جمہوری معاشروں میں اختلاف رائے کو برداشت کرنا، دلیل کے ساتھ بات کا جواب دینا اور مکالمے کے ذریعے مسائل کا حل تلاش کرنا ہی سیاسی بلوغت اور حکمت عملی کی علامت ہے۔ تنقید، مکالمے اور برداشت کی فضا قائم کرنے کے بجائے مخالف آوازوں کو دبانے، ان کے خلاف منفی مہم چلانے اور ان کی حب الوطنی پر سوالات اٹھانے کا رجحان فروغ پا رہا ہے، جو کسی بھی صورت حکومت کو زیب نہیں دیتا۔ انہوں نے کہا کہ مدارس دینیہ نے ہمیشہ دین اسلام کی تعلیم، اخلاقی تربیت، خدمت خلق اور معاشرے میں امن و اصلاح کے لیے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان اداروں کے خلاف بے بنیاد الزامات لگانے کے بجائے ان کی خدمات کا اعتراف کیا جانا چاہیے۔

بقیہ 32

کا ماسکو میں پاکستانی سفارت خانے میں پرتپاک خیرمقدم کیا گیا۔ وفد میں کازان فیڈرل یونیورسٹی، کازان اسٹیٹ پاور انجینئرنگ یونیورسٹی اور رشین اسٹیٹ یونیورسٹی آف جسٹس کی کازان شاخ کے نمائندے شامل تھے۔ انہیں کازان میں قائم اکیڈمی آف یوتھ ایمبیسڈرز کے یوتھ ایمبیسڈرز پروگرام کے لیے منتخب کیا گیا ہے، جو بین الاقوامی امور اور ثقافتی تعاون میں شرکت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ملاقات میں پاکستان، اس کے عوام اور ثقافت، پاکستان اور روس کے تعلقات، نیز تعلیمی اور عوامی سطح پر روابط کی اہمیت کے بارے میں ایک مفید گفتگو کا موقع ملا۔

بقیہ 33

جس ادارے نے پوسٹ گریجویٹ میڈیکل تعلیم، تربیت اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں میں اشتراک کے لیے مفاہمتی یادداشت پر دستخط کیے ہیں۔ اوٹاوا میں پاکستانی ہائی کمیشن کی جاری کردہ پریس ریلیز کے مطابق کالج آف فزیشنز اینڈ سرجنز پاکستان (CPSP) اور رائل کالج آف فزیشنز اینڈ سرجنز آف کینیڈا (RCPSC) کے وفود کی ملاقات ہوئی۔ پاکستانی وفد کی قیادت سی پی ایس پی کے صدر پروفیسر ڈاکٹر خالد مسعود گوندل نے کی جبکہ کینیڈین وفد کی سربراہی آر سی پی ایس سی کے چیف ایگزیکٹو آفیسر ڈاکٹر [illegible] نے کی۔

بقیہ 34

دونوں کے مابین اٹوٹ رشتے پر زور دیا۔ اس موقع پر وزیر اعظم آزاد کشمیر نے کہا کہ مسئلہ کشمیر جنوبی ایشیا میں نیوکلیئر فلیش پوائنٹ ہے، جس کا حل علاقائی اور عالمی امن کے لیے ناگزیر ہے، بھارتی حکومت نے غیر قانونی طور پر بھارت کے زیر تسلط جموں و کشمیر (IIOJK) کے نہتے عوام پر ناقابل بیان اور بہیمانہ مظالم کی انتہا کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر کا پرامن اور دیرپا حل صرف اور صرف اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں کی روشنی میں ہی ممکن ہے۔

بقیہ 35

چاہیے۔ ایک نجی ٹی وی پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے بیرسٹر علی ظفر نے کہا کہ ہم کو صاف لگ رہا تھا کہ حکومت کا فیصلہ ہے کہ آئینی بینچ ہی لگانا ہے۔ حکومت نے ایڈہاک پہلے ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ کون کونسا لگانا ہے، پہلے دن سے ججوں کی تقرریاں ہوئیں اس سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ فیصلے پہلے ہو چکے تھے، ان کو یہ بھی پتا تھا کہ قومی اسمبلی، سینیٹ اور مشترکہ اجلاس سے یہ قرارداد پاس کروا لیں گے۔ فیصلہ پہلے ہو چکا تھا، مشاورت میں ناکامی صرف ایک بہانہ تھا۔

بقیہ 36

میں بیٹھ کامیاب ہو کر سرزمین بلوچستان و اقوام رند کی درست سمت میں رہنمائی کرتی ہیں اقوام رند کی فلاح و بہبود کیلئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے 4 نومبر کو شہدائے رند کی عظیم قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں شہدائے رند جن کی برسی انتہائی عزت و احترام کے ساتھ منائی جائے گی

بقیہ 37

امیر حمزہ نے سب ڈویژن سٹی کے مختلف علاقوں میں آٹے کی قیمتوں کا جائزہ لینے کے لیے دکانوں کا دورہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے دکانداروں کو آٹے کی فروخت سرکاری نرخ نامے کے مطابق یقینی بنانے کی ہدایت کرتے ہوئے خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت وارننگ جاری کی۔

بقیہ 38

داروں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اپنے جاری کردہ بیان میں صوبائی ترجمان نے کہا کہ سکندر اس پولیس چوکی پر ٹرک، بس اور چھوٹی گاڑیوں سے مبینہ غیر قانونی وصولیوں کے باعث گاڑیوں کے مالکان اور اس کاروبار سے وابستہ محنت کشوں میں شدید تشویش پائی جاتی ہے۔

بقیہ 39

گاڑی چور اور جعلساز گروہ کو گرفتار کر لیا ہے۔ پولیس نے ملزمان کے قبضے سے 3 عدد گاڑیاں، 01 عدد موٹر سائیکل، 05 عدد رکشہ اور چوری رکشہ کاٹنے میں استعمال ہونے والے مختلف جدید آلات برآمد کر لیے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق مورخہ 21 اکتوبر 2026 کو کرائم برانچ خاص کی خفیہ اطلاع پر انسپکٹر ایس ایچ او قرۃ آباد احسان مروت نے اپنی پولیس ٹیم کے ہمراہ فوری کارروائی کرتے ہوئے مرکزی ملزم عمران ولد ڈاکٹر گلاب خان (قوم کاکڑ، ساکن شہباز ٹاؤن کوئٹہ) کو گرفتار کر لیا۔

بقیہ 40

ٹارگٹ کلنگ کے خلاف غیر معینہ مدت تک مکمل ہڑتال کا اعلان کر دیا ہے۔ پی ایم اے کی قیادت نے واضح کیا ہے کہ یہ احتجاجی ہڑتال ان کا نشانہ بننے والی ٹارگٹ کلنگ کے مکمل خاتمے تک بلاتعطل جاری رہے گی۔ پی ایم اے بلوچستان کے جاری کردہ آئندہ کے جامع لائحہ عمل کے مطابق تمام سرکاری ہسپتالوں میں روزانہ صبح 9 بجے سے 10 بجے تک او پی ڈیز میں مکمل ٹوکن ہڑتال کی جائے گی

بقیہ 41

بل خاندان اور علاقے کے لوگوں میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ علاقے کے عوام نے پولیس اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ چوری اور مسلح وارداتوں کی روک تھام کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں اور شہریوں کی جان و مال کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔

بقیہ 42

نے سابق وزیر تعلیم سردار ارباب علی خان ہزارہ کے انتقال پر ہزارہ امام بارگاہ جا کر اظہار افسوس کیا اور ان کے بلند درجات اور لواحقین کے لیے دعا کی۔ نیشنل پارٹی کی مرکزی قائدین نے سردار ارباب علی خان ہزارہ کی سیاسی اور سماجی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

بقیہ 43

پاسہ تجاوزات سے کلیئر کروا دیا گیا، جبکہ سرکاری جگہ پر تجاوزات قائم کرنے کے معاملے پر ہوٹل مالک کو گرفتار کر لیا گیا۔

بقیہ 44

شاہ وزیر 77 ونگ ایف سی بمراہ ڈی ایس پی گلستان اور انٹیلی جنس بیورو کے نمائندے کی نگرانی میں انجام دی گئی۔ مشترکہ ٹیموں نے تحصیل دوبندی کے علاقے سخرگل اور کڈنی ٹال، جبکہ تحصیل گلستان کے عبدالرزاق زئی اور قمرالدین کاریز کے علاقوں میں انسداد پولیو مہم کی کارروائیاں کیں۔

بقیہ 45

اطلاعات ایڈووکیٹ فرید الافغان، مسلم لیگ ن لیبر ونگ کے صوبائی صدر منیر احمد مسوری کاکڑ کی قیادت میں ملنے والے وفود سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر ایم ایس ایف کے صوبائی صدر میر حیدر خان اچکزئی، خان محمد خان ترین، میر ظہور احمد بنگلزئی بھی موجود تھے۔ قبل ازیں ایڈووکیٹ فرید الافغان اور منیر احمد مسوری کاکڑ نے کارکنوں و ملازمین کو درپیش مسائل کے حوالے سے تفصیلی آگاہی فراہم کی۔ اس موقع پر صوبائی جنرل سیکرٹری و رکن قومی اسمبلی سید جمال شاہ کاکڑ کا کہنا تھا کہ مسلم لیگ ن کی مسلسل کامیابی ہم سب کی محنت و لگن کا نتیجہ ہے، قائد و مرکزی صدر میاں محمد نواز شریف کی دانشمندانہ قیادت، وزیر اعظم میاں محمد شہباز شریف کی قائدانہ صلاحیتوں اور وزیر اعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف سمیت مسلم لیگ ن کی مرکزی و صوبائی قیادت کی سرپرستی میں بلوچستان سمیت ملک ترقی و خوشحالی کی جانب تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم پاکستان کو دنیا کا طاقتور ملک بنائیں گے، جس کی موجودگی سے ملک دشمن عناصر اپنے ناپاک عزائم میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے مزید کہا کہ افواج پاکستان کے سربراہ فیلڈ مارشل جنرل سید عاصم منیر کی کامیاب حکمت عملی سے بلوچستان میں دہشت گردی کے ناسور کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے، رکن قومی اسمبلی سید جمال شاہ کاکڑ نے کہا کہ عوام بلوچستان کے کونے کونے میں مسلم لیگ ن کا مثبت پیغام دیں اور پارٹی کو فعال و مضبوط کرنے میں اپنا کردار بھی ادا کریں۔

بقیہ 46

موقع پر صوبائی محتسب نے افسران سے شکایات کی مؤثر پیروی، شکایات کے بروقت ازالے اور بلدیاتی امور میں مزید بہتری کے حوالے سے تجاویز اور آراء بھی طلب کیں۔

بقیہ 47

گئے۔ انتظامیہ کے مطابق لیبارٹری رپورٹ موصول ہونے کے بعد نتائج کی روشنی میں مزید ضروری کارروائی عمل میں لائی جائے گی تاکہ پیٹرولیم مصنوعات کے معیار کو یقینی بنانے اور صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لیے مؤثر اقدامات کیے جا سکیں۔

بقیہ 48

اربوں روپے کی گریٹر میٹروپولیٹن انتظامیہ ترقیاتی اسکیمات اسٹریٹ لائٹ اور فیول کے نام پر ہڑپ کی جا رہی ہیں اور گھروں سے صفائی کے نام پر ٹیکس لیا جاتا ہے، اب عوام کو بھی صفائی کے نام پر فی گھر 500 روپے ماہوار کے حساب سے لوٹا جا رہا ہے، کوئٹہ شہر میں آوارہ کتوں کی بہتات، گندگی سے بھرا شہر، ترقیاتی کاموں کے نام پر اربوں روپے کا فراڈ اور بلڈنگ کوڈ کی خلاف ورزی جیسے سنگین واقعات رونما ہو رہے ہیں

بقیہ 49

عبدالواحد آغا، حافظ مسعود احمد، حاجی محمد قاسم خلجی، حاجی ولی محمد، ملک منیر اللہ جوگیزئی اور شاہ زیب شنوانی نے کہا ہے کہ بلوچستان پر مسلط حکومتی ٹولہ صوبے کے انتظامی امور چلانے میں بری طرح ناکام ہو چکا ہے ان کی کارکردگی دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ وہ کسی محلے کا پرچون اسٹور چلانے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے، حکمرانوں کی نااہلی، بدانتظامی اور عوام دشمن پالیسیوں نے صوبے کو غذائی قلت، مہنگائی اور تنخواہوں میں انتظامی بحرانوں کی دلدل میں دھکیل دیا ہے

بقیہ 50

اقدار کے تحفظ اور عوامی مسائل کے حل کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات میں ملک کو اتحاد، اتفاق اور سنجیدہ سیاسی قیادت کی ضرورت ہے۔ عوام مہنگائی، بے روزگاری اور دیگر معاشی مشکلات سے دوچار ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ حکمران عوامی مسائل کے حل پر خصوصی توجہ دیں اور عوام کو ریلیف دینے کے لیے عملی اقدامات اٹھائیں۔

بقیہ 51

اپنے ایک مشترکہ بیان میں ملک کی مجموعی انتظامی صورتحال اور چھوٹے ملازمین پر عائد ٹیکسوں پر شدید غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس وقت ملک میں اندھیر نگری چوپٹ راج کا سماں ہے، جہاں نہ عدالت کا انصاف اور نہ ہی قانون کی کوئی عملداری قائم ہے، بلکہ "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کا جنگل کا قانون چل رہا ہے۔

بقیہ 52

بلوچستان کی اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین اس نمائندگی کی اہل نہیں؟ انہوں نے کہا کہ خواتین کو محض نمائندگی تک محدود رکھنے کے بجائے ان کی قابلیت، تعلیم، وسیع مشاہدے اور تجربے کو اہمیت دی جانی چاہیے۔ بلوچستان کی باصلاحیت خواتین کو آگے آنے کے مساوی مواقع فراہم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

بقیہ 53

صورت برداشت نہیں کریں گی کہ ان کے ہر دلعزیز سیاسی، سماجی، عوامی، مذہبی لیڈر کی کردار کشی کی جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ جمعیت علماء اسلام، تبلیغی جنگ کے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن کے خلاف منفی بے بنیاد جھوٹا پروپیگنڈا کیا جائے، ایسے الزام تراشی کرنے والوں کو اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہیے اور منفی پروپیگنڈا کرنے والے ناکامی کا شکار ہو کر بے عزت ہو جائیں گے، انہوں نے مزید کہا کہ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن ایک نڈر، بہادر مذہبی، سیاسی، عوامی لیڈر کے طور پر دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے انسانوں کے دلوں کی دھڑکن ہیں، انہوں نے فلسطین، کشمیر اور مظلوم مسلمانوں کے حق میں جو آواز بلند کی ہے آج تک کوئی لیڈر ایسا کرنے کی جرات نہیں کر سکتا، جبکہ مولانا فضل الرحمن پاکستان کے واحد سیاسی مذہبی لیڈر کے طور پر تبلیغی برادری کے دلوں پر راج کرتے ہیں، انہوں نے ہمیشہ حق اور سچ پر سیاست کر کے پاکستانی عوام کو کسی مسئلہ مسائل سے چھٹکارا دلانے میں مثبت کردار ادا کیا، قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن، مرکزی و صوبائی قائدین سمیت کارکنان نے ہمیشہ دین اسلام، جمہوریت، آئین و قانون کی بالادستی اور غیور عوام سمیت ملک بھر کی عوام کے حقوق کے حصول کے لئے جدوجہد کی راہ میں قربانیوں کی لازوال بے مثال داستانیں رقم کی ہیں، شہداء کی قربانیاں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں، تبلیغی برادری قائد جمعیت کے مشن کو پورا کرے گی۔

بقیہ 54

15 کلومیٹر شمال مشرق میں تھا جبکہ اس کی گہرائی 53 کلومیٹر زیر زمین ریکارڈ کی گئی۔ زلزلے کے جھٹکوں کے ساتھ ہی لوگ خوفزدہ ہو کر کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے گھروں اور دکانوں سے باہر نکل آئے اور کھلے میدانوں میں جمع ہو گئے۔ زلزلے سے فی الحال کسی قسم کے جانی یا مالی نقصان کی اطلاع موصول نہیں ہوئی ہے۔

بقیہ 55

میوزیکل نائٹ کا انعقاد کیا جا رہا ہے، جس میں معروف بلوچی فوک فنکار استاد نور بخش اپنے فن کا مظاہرہ کریں گے۔ تقریب شام 5:30 بجے سے 7:00 بجے تک جاری رہے گی۔ اس میوزیکل نائٹ کے انعقاد کا مقصد بلوچستان کی ثقافت، روایتی موسیقی اور لوک فنون کو فروغ دینا، صوبے کے ثقافتی ورثے کو اجاگر کرنا اور نوجوان نسل کو اپنی ثقافتی روایات سے روشناس کرانا ہے۔

بقیہ 56

کارروائی عمل کریں۔ جس کے مطابق کوئٹہ سے کراچی، سکھر، ڈیرہ غازی خان، کوئٹہ سے لورالائی، ژوب اور دیگر متعلقہ روٹس پر چلنے والی گڈز ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے مالکان کو اپنے روٹ پرمٹس کی تجدید اور کاغذات میں ضروری تبدیلیاں کروانا ہوں گی۔ اس کے علاوہ صوبہ بلوچستان کے کمرشل مسافر گاڑیاں روٹ پرمٹ کے حصول کے لیے مقرر کردہ (11) دستاویزات کی تجدید اور کاغذات کی پڑتال بھی لازمی قرار دی گئی ہے۔

بقیہ 57

کے دوران اوور لوڈنگ اور اوور اسپیڈنگ کرنے والے وین مالکان اور کوچ ٹرانسپورٹرز پر بھاری جرمانے عائد کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی گاڑیاں بھی تھانے میں بند کی جا رہی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ٹرانسپورٹرز کی لاپرواہی اور قانون شکنی کی وجہ سے ماضی میں کئی بڑے حادثات رونما ہو چکے ہیں جن کی وجہ سے سینکڑوں خاندان اجڑ گئے

بقیہ 58

سامنے تحریک استحقاق پیش کر دی۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری نے اس معاملے کو اٹھاتے ہوئے واضح کیا کہ کوئی بھی سرکاری عہدیدار قانون، احتساب اور پارلیمان و اس کے اراکین کے احترام سے بالاتر نہیں ہے۔ سرکاری فرائض کی انجام دہی کے دوران ذمہ دارانہ رویہ، شائستگی اور قانون کی پاسداری ہر اہلکار کی بنیادی ذمہ داری ہے، جسے کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ 601 کے چیک ان کارروائی کے دوران اے ایس ایف اہلکاروں کے مبینہ طرز عمل سے متعلق معاملے کی سنجیدگی سے جانچ پڑتال ہونی چاہیے تاکہ حقائق سامنے آئیں اور ذمہ داری کا تعین کیا جا سکے۔ ایسے واقعات کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کرنا مناسب نہیں، کیونکہ سرکاری اداروں پر عوام کا اعتماد قانون کی یکساں عملداری اور اہلکاروں کے ذمہ دارانہ طرز عمل سے وابستہ ہے۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ اس معاملے کی پیروی جاری رکھیں گی تاکہ جواب دہی کو یقینی بنایا جا سکے اور ہر شہری کی عزت و وقار کا تحفظ ہو۔

بقیہ 59

ہیں۔ نوٹیفکیشن کے مطابق بلوچستان کے تمام اضلاع میں انسانی حقوق و بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے مقرر کردہ فوکل پرسنز، دیگر خصوصی ذمہ داریوں پر مامور افراد، میڈیا پرسنز اور پرائیویٹ سیکرٹری کی تقرریاں تاحکم ثانی فوری طور پر منسوخ و ختم کر دی گئی ہیں۔ نوٹیفکیشن میں مزید وضاحت کی گئی ہے کہ اب سے محکمہ انسانی حقوق و بین المذاہب ہم آہنگی سے متعلق تمام سرکاری خط و کتابت، دفتری امور اور دیگر سرکاری سرگرمیوں کی انجام دہی کے لیے پارلیمانی سیکرٹری کے پرائیویٹ سیکرٹری (پی ایس) جناب یاسر ترین سے ہی باضابطہ رابطہ کیا جائے

بقیہ 60

گئے ہیں، جبکہ متعدد صارفین کے بل 17 ہزار اور 18 ہزار روپے سے بھی تجاوز کر گئے ہیں۔ شہریوں کی جانب سے سامنے آنے والے بلوں میں کہیں صرف 2 یونٹ کے استعمال پر تقریباً 18 ہزار روپے، کہیں 50 یونٹ پر 18 ہزار روپے سے زائد اور کہیں 65 یونٹ کے استعمال پر بھی 18 ہزار روپے سے زیادہ رقم درج ہونے کی شکایات ہیں۔

بقیہ 61

رومان الحق ڈسٹرکٹ پولیو آفیسر ڈاکٹر ممتاز حسین، ڈبلیو ایچ او کے نمائندے صدام حسین، یونین کونسل کیمپین آفیسر (سی سی او) مبارک علی شاہ، ڈی ایس اے اور تمام لیڈی ہیلتھ ورکرز نے شرکت کی۔ اس موقع پر صدام حسین نے استقبالیہ خطاب کرتے ہوئے شرکا کو خوش آمدید کہا اور آئندہ پولیو مہم کو کامیاب بنانے کے لیے لیڈی ہیلتھ ورکرز کی بھرپور شرکت اور فعال کردار کی اہمیت پر زور دیا

بقیہ 62

حق مظلوم کشمیریوں کا خون کسی صورت رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ کشمیر کی آزادی کے دن قریب تر ہیں۔ پاکستانی قوم کشمیری عوام پر بھارتی مظالم پر خاموش نہیں بیٹھے گی، جماعت اہل سنت و جماعت الصالحین پاکستان کشمیر کی آزادی کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ 27 اکتوبر کو یوم سیاہ منا کر کشمیریوں سے مکمل اظہار یکجہتی کریں گے

بقیہ 63

انتہائی اہم ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے کوئٹہ پریس کلب کے وفد سے ملاقات کے دوران گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ وفد کی قیادت صدر پریس کلب حاجی سعید الدین طارق نے کی۔ وفد میں سرپرست اعلیٰ میاں محمد یوسف، سینئر صحافی حاجی رزاق ندیم چاچڑ، وائس چیئرمین ڈاکٹر قاسم بنگلزئی، سینئر جوائنٹ سیکرٹری سید طاہر بخاری، سید جاوید شاہ موجود تھے

بقیہ 64

تکمیل سے صوبے میں ترقی و خوشحالی کی نئی راہیں کھل رہی ہیں۔ عوامی حلقوں کے مطابق حب میں سینکڑوں عوامی فلاحی منصوبوں کی تکمیل اور متعدد جاری منصوبوں پر تیز رفتاری سے شہریوں کو بنیادی سہولیات کی فراہمی میں بہتری آ رہی ہے، جبکہ مختلف علاقوں میں ترقیاتی سرگرمیوں نے عوام میں امید کی نئی کرن پیدا کی ہے۔

بقیہ 65

جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کیچ امجد شہزاد، ڈسٹرکٹ آفیسر ایجوکیشن کیچ اصغر علی، آر ٹی ایس ایم کے عبدالحلیم بلوچ، تمام تحصیلوں کے ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز (ڈی ڈی ای اوز) سمیت محکمہ تعلیم کے دیگر متعلقہ افسران نے شرکت کی۔ اجلاس کے دوران ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کیچ امجد شہزاد نے ڈپٹی کمشنر کیچ کو ضلع میں تعلیمی امور، اسکولوں کی نگرانی، اساتذہ کی حاضری اور مجموعی کارکردگی کے حوالے سے تفصیلی بریفنگ دی۔

بقیہ 66

سے متعلق مختلف امور پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ ملاقات کے دوران اس بات پر زور دیا گیا کہ عوام کے تحفظ کو یقینی بنانے، شہریوں کو درپیش مسائل کے حل اور شہر میں امن و امان کی صورتحال کو مزید بہتر بنانے کے لیے مؤثر اقدامات اٹھانا چاہیے۔ اس سلسلے میں متعلقہ اداروں کے درمیان باہمی رابطے اور تعاون کی اہمیت پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔ اس موقع پر میر جہانزیب میر یونس عزیز زہری کا کہنا تھا کہ خضدار میں امن و امان کا قیام اور عوام کو محفوظ ماحول کی فراہمی ان کی اولین ترجیحات میں شامل ہونی چاہیے، تاکہ شہری بلاخوف و خطر اپنی روزمرہ زندگی اور کاروباری سرگرمیوں کو بلاخوف جاری رکھ سکیں۔ اس موقع پر نیشنل پارٹی کے سینئر رہنما اور سابق صدر میر عبدالرحیم کرد سمیت دیگر شخصیات بھی موجود تھیں۔

بقیہ 67

مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ میونسپل کمیٹی ہرنائی کے چیف آفیسر نے بیپرا رولز کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے غیر قانونی ٹینڈر کا عمل مکمل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میونسپل کمیٹی ہرنائی میں مختلف ترقیاتی منصوبوں کے 6 کروڑ روپے کا ٹینڈر دیا گیا۔ چیف آفیسر کی جانب سے بار بار ٹینڈر نوٹس کی تاریخیں تبدیل کی گئیں۔ ٹینڈر والے دن دفتر میں چیف آفیسر، انجینئر اور اسسٹنٹ کلرک کی غیر موجودگی میں حاضری لسٹ پر اپنے من پسند ٹھیکیداروں کے دستخط لے لیے گئے۔

بقیہ 68

ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان تربت جناب عبدالحمید شاکر نے طالبات کو خوش آمدید کہا اور ریڈیو پاکستان تربت کی تاریخ، اغراض و مقاصد اور نشریاتی خدمات کے حوالے سے تفصیلی بریفنگ دی۔ انہوں نے کہا کہ جدید دور میں جہاں سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کا دور ہے وہاں آج بھی ریڈیو کی اہمیت و افادیت مسلمہ ہے

بقیہ 69

فروخت میں مقررہ وزن اور ناپ تول کے اصولوں پر عمل کریں اور عوام کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی نہ کریں۔ انہوں نے واضح کیا کہ ناپ تول میں کمی اور عوام کو نقصان پہنچانے کی کسی بھی کوشش کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ آئندہ خلاف ورزی کرنے والے دکانداروں کے خلاف مزید قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی

بقیہ 70

ایس ای او کی تعیناتی کے بعد بجلی کی فراہمی کا شیڈول عوامی ضروریات کو مدنظر رکھے بغیر مرتب کیا جا رہا ہے۔ جس کے باعث نہ صرف کاروباری سرگرمیاں بری طرح متاثر ہو رہی ہیں بلکہ گھریلو صارفین کو بھی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ بجلی صبح 10 بجے بحال کی جاتی ہے

بقیہ 71

دورہ کیا جہاں انہوں نے منصوبے پر جاری تعمیراتی کام کا تفصیلی معائنہ کیا اور اس کی پیش رفت کا جائزہ لیا۔ اس موقع پر ایکسین بلڈنگ یاسین چانڈیو اور ایس ڈی او بلڈنگ عاشق علی بوزدار بھی ان کے ہمراہ تھے۔ دورے کے دوران انہیں منصوبے کے مختلف تعمیراتی مراحل اور جاری کام کے حوالے سے بریفنگ دی گئی۔ انہوں نے منصوبے کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ جدید دور میں تعلیم، تحقیق اور معلومات تک آسان رسائی کے لیے ڈیجیٹل سہولیات کی فراہمی ناگزیر ہے

بقیہ 72

ہے، اس لیے نمائندگان اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فنڈز کی عدم فراہمی، نان سیلری و ترقیاتی فنڈز کی بندش، اختیارات اور وسائل کی کمی جیسے دیرینہ مسائل کو مؤثر انداز میں معزز ان کیمرہ اسمبلی کے سامنے اجاگر کریں گے۔

بقیہ 73

ہسپتال کا دورہ کیا، جہاں انہوں نے ہسپتال کے مختلف شعبوں کا معائنہ کرتے ہوئے مریضوں کو فراہم کی جانے والی طبی سہولیات، علاج معالجے کے انتظامات اور دیگر امور کے حوالے سے آگاہی حاصل کی۔ اس موقع پر اسسٹنٹ کمشنر نے ہسپتال کے مختلف وارڈز کا جائزہ لیا اور وہاں زیر علاج مریضوں سے ملاقات کر کے انہیں فراہم کی جانے والی طبی سہولیات، ڈاکٹروں کے رویے، ادویات کی دستیابی اور علاج معالجے کے حوالے سے تفصیلات معلوم کیں۔

بقیہ 74

ملزم کو گرفتار کر لیا، جس کے قبضے سے 350 گرام چرس بھی برآمد کر لی گئی۔ ایک اور کامیاب کارروائی کے دوران پولیس نے ڈکیتی کی وارداتوں میں ملوث 2 ملزمان کو ڈرامائی انداز میں گرفتار کر کے ان کے قبضے سے 2 عدد موبائل فونز اور وارداتوں میں استعمال ہونے والا 30 بور پستول بمعہ 3 عدد زندہ کارتوس برآمد کر لیے۔

بقیہ 75

بنے۔ اس موقع پر بتایا گیا کہ بی آر سی خضدار 1993 میں قائم ہوا اور 1994 میں یہاں باقاعدہ داخلے شروع ہوئے۔ اس وقت ادارے میں 322 طلبا ساتویں جماعت سے بارہویں جماعت تک زیر تعلیم ہیں۔ یہ ادارہ شروع دن سے خضدار سمیت پورے بلوچستان کے لیے معیاری تعلیم کا مرکز بنا ہوا ہے۔

بقیہ 76

ناصر...... وغیرہ کہا کہ بلوچستان کے عوام کا سب سے بڑا مطالبہ امن ہے بے گناہ لاپتہ نوجوانوں کی بازیابی اور زندہ برآمدگی کے بجائے مسخ شدہ لاشیں مل رہی ہیں۔ شاہراہوں پر دن دیہاڑے لوٹ مار جاری، سڑکیں خستہ حال، اسمگلنگ اور عوام بدترین ذہنی دباؤ، تاجر برادری عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ وفاقی حکومت اور متعلقہ سکیورٹی کے اداروں کی خاموشی تشویش ناک ہے۔ جماعت اسلامی کے رہنماؤں نے مزید کہا کہ مہنگائی اور بے روزگاری سے پریشان عوام پر پیٹرولیم مصنوعات کی ترسیل میں بھتہ خوری کا تسلسل کسی صورت قبول نہیں کیا جائے گا۔ ایک طرف غریب عوام دو وقت کی روٹی کے لیے پریشان ہیں، جبکہ دوسری طرف حکمران عیاشیوں، مراعات اور شاہانہ اخراجات میں مصروف ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ بلوچستان میں امن و امان بحال، شاہراہیں محفوظ، بھتہ خوری اور بدعنوانی کا خاتمہ اور لاپتہ افراد کا مسئلہ آئین و قانون کے مطابق حل کیا جائے۔ رہنماؤں نے واضح کیا کہ جماعت اسلامی عوام کے حقوق کے لیے اپنی جمہوری جدوجہد اور پرامن احتجاج جاری رکھے گی۔

بقیہ 77

حل کے لیے متعلقہ حکام تک ان کی آواز پہنچانا جمعیت علماء اسلام کی سیاسی و سماجی جدوجہد کا اہم حصہ ہے۔ ہماری سیاست کا مقصد اقتدار کا حصول نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عوام کی خدمت اور معاشرے میں عدل و انصاف کا قیام ہے۔ انہوں نے دوستی محمد کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے وفود سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔

بقیہ 78

مچھر مار اسپرے مہم شروع کر کے عوام کو اس اذیت ناک صورتحال سے نجات دلائی جائے۔ شہریوں کے مطابق شہر کے مختلف علاقوں میں مچھروں کی افزائش میں اضافے کے باعث معمولات زندگی متاثر ہو رہے ہیں۔ خصوصاً شام اور رات کے اوقات میں مچھروں کی بہتات کے باعث شہریوں کا گھروں میں سکون سے بیٹھنا اور آرام کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

بقیہ 79

تاجروں، مل مالکان اور زمینداروں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ تقریب میں سابق وزیر داخلہ میر طارق خان جمالی، میر زبیر خان جمالی، سابق رکن صوبائی اسمبلی حیدر خان جمالی، سردار زادہ ناصر خان جمالی، اسسٹنٹ کمشنر شعبان، میونسپل کارپوریشن کے میر مظفر خان جمالی، میر جمیل احمد رند اور چیئرمین مارکیٹ کمیٹی میر مرتضیٰ خان جمالی، میر سراج احمد خان رند، میر صدام خان رند، میر امام بخش جمالی سمیت دیگر معززین شریک ہوئے۔

بقیہ 80

عملے کی حاضری، ادویات کی دستیابی اور مریضوں کو فراہم کی جانے والی طبی سہولیات کا تفصیلی جائزہ لیا۔ اس موقع پر انہوں نے ہسپتال کے مختلف وارڈز، جنرل او پی ڈی، لیبر روم، لیبارٹری، فارمیسی، ایمرجنسی سینٹر اور دیگر شعبوں کا معائنہ کرتے ہوئے متعلقہ سہولیات کی فراہمی اور انتظامی امور کا مشاہدہ کیا اور دورے کے دوران ہسپتال کی مجموعی صورتحال مجموعی طور پر تسلی بخش پائی گئی

بقیہ 81

عملے کی فلاح و بہبود کا جائزہ لیا گیا اور اسکول کی تیز رفتار ترقی کے لیے لائحہ عمل کی منظوری دی گئی۔ اجلاس میں پرو وائس چانسلر ڈاکٹر کمال احمد، ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کیچ امجد شہزاد، رجسٹرار گنگزار بلوچ، ڈائریکٹر فنانس شاہ بیگ سید اور اسکول کی پرنسپل ممتاز بشیر نے شرکت کی، جبکہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر پنجگور عابد حسین ویڈیو لنک کے ذریعے اجلاس میں شریک ہوئے۔ اجلاس میں پیرنٹس ٹیچر اسکول کونسل کی تشکیل دینے کا بھی فیصلہ کیا گیا تاکہ اسکول کی مزید ترقی کے لیے والدین کی رائے کو بھی شامل کیا جا سکے۔ جامعہ تربت کے ترجمان کے مطابق وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر گل حسن نے اسکول میں ہر طالب علم کی ذہنی، جسمانی اور اخلاقی نشوونما کے لیے سازگار ماحول فراہم کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے ہدایت کی کہ بچوں کی ڈیجیٹل لٹریسی، تحقیقی صلاحیتوں اور مؤثر ابلاغی مہارتوں کو نکھارنے کے لئے عملی اقدامات کیے جائیں۔ انہوں نے جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ کھیلوں اور ہم نصابی سرگرمیوں میں توازن برقرار رکھنے پر بھی زور دیا۔

پاکستان کو دنیا کا طاقتور ملک بنائیں گے، جمال شاہ کاکڑ

مسلم لیگ ن کی قیادت میں بلوچستان سمیت ملک ترقی و خوشحالی کی جانب گامزن ہے، رکن قومی اسمبلی

کارکنان بلوچستان کے کونے کونے میں مسلم لیگ ن کا مثبت پیغام پہنچائیں اور پارٹی کو مضبوط بنائیں، بیان

سبی (آئی این پی) رکن قومی اسمبلی و پاکستان مسلم لیگ ن کے صوبائی جنرل سیکرٹری سید جمال شاہ کاکڑ نے کہا ہے کہ مسلم لیگ ن سیاسی میدانوں میں کامیابی کے ساتھ ترقی کا سفر جاری رکھتے ہوئے ملک و قوم کی درست سمت میں رہنمائی کر رہی ہے قائد و مرکزی صدر میاں محمد نواز شریف کی ولولہ انگیز قیادت ہمارے حوصلے میں نیا جوش و جذبہ پیدا کر چکی ہے بلوچستان کے کارکنان پارٹی کا مثبت پیغام ہر گھر میں لے جائیں ان خیالات کا اظہار انہوں نے مسلم لیگ ن کے مرکزی رہنما و سابق صوبائی سیکرٹری

بقیہ نمبر 45 اندرونی صفحے پر

صوبائی محتسب سعادت اللہ خان بازئی کی زیر صدارت اجلاس

عوامی شکایات کا قانون و میرٹ کے مطابق بروقت ازالہ یقینی بنایا جائے، ہدایت

کوئٹہ (آئی این پی) صوبائی محتسب بلوچستان سعادت اللہ خان بازئی کی زیر صدارت صوبائی محتسب سیکرٹریٹ کے مرکزی دفتر کوئٹہ میں ڈائریکٹرز انوسٹی گیشن، ڈپٹی ڈائریکٹرز اور رجسٹرار کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا، جس میں مختلف زیر سماعت اور زیر التواء شکایات و مقدمات پر ہونے والی پیش رفت کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اجلاس کے دوران متعلقہ افسران نے صوبائی محتسب کو زیر کارروائی مقدمات، ان کی موجودہ صورتحال اور تحقیقات میں ہونے والی پیش رفت کے حوالے سے جامع بریفنگ دی۔ اس

بقیہ نمبر 46 اندرونی صفحے پر

کوئٹہ میٹروپولیٹن انتظامیہ کی ناقص کارکردگی پر تحریک انصاف کا شدید ردعمل

کوئٹہ (یو این اے) تحریک انصاف کے ارکان سابق میئر کوئٹہ رحیم کاکڑ، سردار حسن جمیل بوستان ایڈووکیٹ، میر ایمل ایڈووکیٹ، احمد شاہ ایڈووکیٹ، عمر فاروق ایڈووکیٹ، عبداللہ ایڈووکیٹ، سردار بہلول خان کاکڑ نے کوئٹہ شہر کی ابتر صورتحال پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ حالات

بقیہ نمبر 48 اندرونی صفحے پر

کوئٹہ میں پرائس کنٹرول آپریشن، 5 دکاندار جیل منتقل

ایئرپورٹ روڈ پر ہاسکول پٹرول پمپ سے ایندھن کے نمونے حاصل

کوئٹہ (آئی این پی) عوامی شکایات اور ڈپٹی کمشنر کوئٹہ کی ہدایت پر اسسٹنٹ کمشنر صدر محمد یوسف ہاشمی نے پانچ رکنی ٹیسٹنگ لیبارٹری کی ٹیم کے ہمراہ ائیرپورٹ روڈ پر واقع ہاسکول (HASCOL) پٹرول پمپ کا معائنہ کیا اور فروخت ہونے والی پیٹرولیم مصنوعات کے معیار کا جائزہ لیا۔ معائنے کے دوران مقررہ طریقہ کار کے مطابق ایندھن کے نمونے حاصل کر کے تفصیلی جانچ اور تجزیے کے لیے لیبارٹری بھجوا دیے

بقیہ نمبر 47 اندرونی صفحے پر

حکمرانوں کی گفتار اور کردار میں واضح تضاد ہے، مولانا عبدالرحمن رفیق

کوئٹہ (یو این اے) جمعیت علماء اسلام ضلع کوئٹہ کے امیر مولانا عبدالرحمن رفیق، سیکرٹری جنرل حاجی عین اللہ شمس، سینئر نائب امیر مولانا خورشید احمد، ڈپٹی سیکرٹری جنرل حاجی بشیر احمد کاکڑ، حاجی رحمت اللہ کاکڑ، حافظ شبیر احمد مدنی، سید حاجی

بقیہ نمبر 49 اندرونی صفحے پر

عوام مہنگائی اور معاشی مشکلات کا شکار ہیں، مولوی سید محمد رفیق آغا

سراوان (یو این اے) جمعیت علماء اسلام تحصیل سراوان کے امیر مولوی سید محمد رفیق آغا، جنرل سیکرٹری مولوی نجیب اللہ، سینئر نائب امیر مولوی محمد صادق اور اطلاعات سیکرٹری قاری عطاء اللہ شاہ نے اپنے مشترکہ اخباری بیان میں کہا ہے کہ جمعیت علماء اسلام ملک میں امن و امان کے قیام، جمہوری

بقیہ نمبر 50 اندرونی صفحے پر

کوئٹہ: پاکستان پیپلز پارٹی کے مرکزی رہنما سینیٹر شیخ بلال احمد خان مندوخیل سے پاکستان پیپلز پارٹی کوئٹہ (ڈویژن) کے نائب صدر ملک عیسیٰ خان کاکڑ ملاقات کر رہے ہیں

بلوچستان میں اعلیٰ تعلیم یافتہ باصلاحیت اور تجربہ کار خواتین موجود ہیں، ادانیہ بازئی

بلوچستان میں اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین کی موجودگی کے باوجود غیر اہل افراد کو ترجیح دینا لمحہ فکریہ ہے

کوئٹہ (یو این اے) معروف قانون دان ایڈووکیٹ ادانیہ بازئی نے کہا ہے کہ بلوچستان میں اعلیٰ تعلیم یافتہ باصلاحیت اور تجربہ کار خواتین موجود ہیں جو تعلیم، صحت، وکالت، عدلیہ اور دیگر اہم شعبوں میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہی ہیں ایسے میں یہ سوال انتہائی اہم ہے کہ جب صوبے میں قابل خواتین موجود ہیں تو ان کی نمائندگی کو ترجیح کیوں نہیں دی جاتی اور ایک پی اے پاس چہرے کو آگے لانے کی کیا ضرورت پیش آتی ہے کیا

بقیہ نمبر 52 اندرونی صفحے پر

غریب ریلوے ملازمین کی تنخواہوں پر ظالمانہ ٹیکس کا نفاذ سراسر ظلم ہے، ریلوے ورکرز یونین

کوئٹہ (یو این اے) پاکستان ریلوے ورکرز یونین اوپن لائن کوئٹہ ڈویژن کے صدر شیر محمد بلوچ، جنرل سیکرٹری محمد سلیم سرپرہ، چیف آرگنائزر سید محمد آغا، جوائنٹ سیکرٹری محمد نصیر ساجدی، فنانس سیکرٹری جاوید مینگل اور دیگر عہدیداروں نے

بقیہ نمبر 51 اندرونی صفحے پر

مولانا فضل الرحمن کی کردارکشی کی مذمت کرتے ہیں، روی کمار

قائد جمعیت نے ہمیشہ اقلیتوں سمیت تمام پاکستانیوں کے حقوق کے لیے آواز بلند کی، رکن صوبائی اسمبلی

شہداء کی قربانیاں ہمارے لیے مشعل راہ ہے اقلیتی برادری قائد جمعیت کے مشن کو پورا کرے گی، بیان

سبی (آئی این پی) جمعیت علماء اسلام اقلیتی امور کے صوبائی صدر رکن صوبائی اسمبلی روی کمار نے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن کی کردار کشی کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ بلوچستان سمیت ملک بھر میں بسنے والی اقلیتی برادری کسی

بقیہ نمبر 63 اندرونی صفحے پر

4 نومبر کو شوران میں شہدائے رند کی برسی عقیدت و احترام سے منائی جائے گی

اقوام رند متحد و منظم ہو کر عوامی خدمت اور بلوچستان کی ترقی میں اپنا کردار ادا کریں، سردار یار محمد رند

سبی (آئی این پی) رند قبائل کے سربراہ و چیف آف رند سینئر سیاست دان سردار یار محمد رند نے کہا ہے کہ اقوام رند متحد و منظم ہو کر عوام کی خدمت کے تسلسل کو برقرار رکھیں بلوچستان سندھ سمیت ملک بھر میں عوامی مسائل کے حل کیلئے ہر فورم پر آواز بلند کرے قوم کی ترقی خوشحالی کیلئے ضروری ہے تعلیم کا راستہ اپنایا جائے باشعور قومیں تعلیم کے میدان

بقیہ نمبر 36 اندرونی صفحے پر

وزیراعلیٰ بلوچستان کی ہدایت پر آٹے کی قیمتوں کی چیکنگ

کوئٹہ، مہنگے قیمتوں پر آٹا فروخت کرنے والے 8 ہول سیل ڈیلرز گرفتار، جیل منتقل

کوئٹہ (آئی این پی) وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کے احکامات اور ڈپٹی کمشنر کوئٹہ مہر اللہ بادینی شہر کے مختلف علاقوں میں آٹے کی قیمتوں کا جائزہ لینے کے لیے ضلعی انتظامیہ کی کارروائیاں جاری ہیں اس سلسلے میں گزشتہ روز مختلف کارروائیوں میں 8 ہول سیل ڈیلرز گرفتار اور جیل منتقل کر دیا گیا تفصیلات کے مطابق اسسٹنٹ کمشنر (سٹی) محمد

بقیہ نمبر 37 اندرونی صفحے پر

سنگداس پوسٹ پر بھتہ خوری کا سلسلہ بند کیا جائے۔ بیروزگار یونین

سنگداس پولیس چوکی پر تیل بردار چھوٹی گاڑیوں سے مبینہ بھتہ خوری کا دھندہ عروج پر ہے

کوئٹہ (یو این اے) آل بلوچستان بے روزگار یونین کے صوبائی ترجمان نے ضلع قلات کے علاقے سنگداس میں قائم پولیس چوکی پر تیل بردار چھوٹی گاڑیوں سے مبینہ طور پر زبردستی بھتہ وصولی کی شکایات پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ اس سلسلے کو فوری طور پر بند کیا جائے اور معاملے کی شفاف تحقیقات کر کے ذمہ

بقیہ نمبر 38 اندرونی صفحے پر

کوئٹہ، پولیس کی گاڑی چور گروہ کیخلاف بڑا کریک ڈاؤن

3 گاڑیاں، موٹر سائیکل اور آلات برآمد، آگے فروخت کرنے کا انکشاف

کوئٹہ (یو این اے) ڈی آئی جی کوئٹہ عمران شوکت اور ایس ایس پی آپریشنز ضیاء الحق مندوخیل کی خصوصی ہدایات پر ایس پی صدر شوکت امیر نجو، ڈی ایس پی صدر شوکت جدون اور ایس ایچ او فروٹ آباد احسان مروت کی سربراہی میں فروٹ آباد پولیس نے ایک بڑی و کامیاب کارروائی کرتے ہوئے ملک بھر میں متحرک بین الصوبائی

بقیہ نمبر 39 اندرونی صفحے پر

سرکاری ہسپتالوں میں ٹوکن ہڑتال جبکہ نجی کلینکس اور لیبارٹریز مکمل بند رہیں گی

پی ایم اے بلوچستان کا ایف بی آر اور بی آر اے کے خلاف صوبائی سطح پر غیر معینہ مدت ہڑتال کا اعلان

کوئٹہ (یو این اے) پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن (پی ایم اے) مرکز کی ہدایات اور احکامات کے تسلسل میں پی ایم اے بلوچستان نے یکم نومبر 2026 سے صوبہ بھر میں فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر) اور بلوچستان ریونیو اتھارٹی (بی آر اے) کی جانب سے ڈاکٹروں، نجی ہسپتالوں اور طبی اداروں پر عائد غیر منصفانہ ٹیکس

بقیہ نمبر 40 اندرونی صفحے پر

صوبے کی ثقافت، روایتی موسیقی اور لوک فنون کو فروغ دینا ہے

کوئٹہ، بلوچستان یوتھ کلچرل ہارمنی فیسٹیول کے تحت 24 اکتوبر کو میوزیکل نائٹ کا انعقاد

کوئٹہ (آئی این پی) وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی اور پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، سیاحت و ثقافت نوابزادہ محمد زرین خان مگسی کی خصوصی ہدایات پر ڈائریکٹوریٹ آف کلچر بلوچستان کے زیر اہتمام بلوچستان یوتھ کلچرل ہارمنی فیسٹیول کے سلسلے میں 24 اکتوبر 2026 کو نوری نصیر خان کلچر کمپلیکس، ائیرپورٹ روڈ کوئٹہ میں

بقیہ نمبر 55 اندرونی صفحے پر

گڈز ٹرانسپورٹ مالکان نوٹس میں دی گئی ہدایات پر مکمل عملدرآمد یقینی بنائیں

محکمہ ٹرانسپورٹ بلوچستان کی روٹ پرمٹس کی تجدید اور کانٹریکٹ درست کرانے کی ہدایت

کوئٹہ (آئی این پی) محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت بلوچستان کے ایک سرکلر کے مطابق تمام گڈز ٹرانسپورٹ مالکان کو ہدایت کی گئی ہے کہ حکومت بلوچستان کی جانب سے متعارف کرائے گئے لاجسٹکس اتھارٹی اور اصلاحات کے قیام کے بعد اپنے روٹ پرمٹس کی تجدید اور کانٹریکٹ کی درستگی کے لیے مقررہ طریقہ کار کے مطابق ضروری

بقیہ نمبر 56 اندرونی صفحے پر

بولان: اوورلوڈنگ اور اوور اسپیڈنگ کے خلاف کریک ڈاؤن

مسافروں کی جانوں سے کھیلنے کی اجازت نہیں دیں گے، ٹریفک سارجنٹ کچھی

بولان (آئی این پی) این 65 قومی شاہراہ پر ٹریفک آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے والی ٹرانسپورٹ کے خلاف سخت قانونی کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے ٹریفک سارجنٹ کچھی نیاز احمد نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ڈپٹی کمشنر کچھی اور ایس ایس پی کچھی کے سخت احکامات پر ان پر من و عن عملدرآمد کیا جا رہا ہے اس مہم

بقیہ نمبر 57 اندرونی صفحے پر

صوبائی محتسب سعادت اللہ خان بازئی منعقدہ اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

کوئٹہ، ایئرپورٹ کے قریب فٹ پاتھ پر تجاوزات کے خلاف کارروائی، ہوٹل مالک گرفتار

ڈپٹی کمشنر مہر اللہ بادینی کی ہدایت پر عوامی راستوں سے تجاوزات کا خاتمہ، شہری شکایت پر فوری ایکشن

کوئٹہ (ظ ن) وزیراعلیٰ بلوچستان کی ہدایات اور ڈپٹی کمشنر کوئٹہ مہر اللہ بادینی کے احکامات کی روشنی میں ضلعی انتظامیہ کوئٹہ نے شہریوں کی شکایات کے ازالے اور عوامی راستوں کو تجاوزات سے پاک کرنے کے لیے عملی اقدامات جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اسی سلسلے میں کھلی کچہری کے دوران موصول ہونے والی شہری کی شکایت پر فوری کارروائی کرتے ہوئے اسسٹنٹ کمشنر (صدر) محمد یوسف ہاشمی نے ایئرپورٹ کے قریب واقع ایک ہوٹل کی جانب سے فٹ پاتھ پر قائم کی گئی تجاوزات کے خلاف کارروائی کی۔ کارروائی کے دوران فٹ

بقیہ نمبر 43 اندرونی صفحے پر

پشین، چوروں کی فائرنگ سے نوجوان محمد اسماعیل جاں بحق، علاقے میں شدید غم و غصہ

پشین (یو این اے) پشین میں چوروں کی فائرنگ سے نوجوان محمد اسماعیل جاں بحق ہو گئے۔ اطلاعات کے مطابق، محمد اسماعیل استاد اپنے گھر کلی شرہت خان جا رہے تھے کہ کراہی آغا کے قریب چوروں کی فائرنگ کا نشانہ بن گئے اور جان کی بازی ہار گئے۔ اس افسوسناک واقعے پر

بقیہ نمبر 41 اندرونی صفحے پر

قلعہ عبداللہ، 241 ایکڑ اراضی سے بھنگ کی کاشت کا خاتمہ

مجموعی رقبہ 1661 ایکڑ ہو گیا، بھنگ کی غیر قانونی کاشت کے مکمل خاتمے تک مہم جاری رکھنے کا عزم

کوئٹہ (آئی این پی) ضلع قلعہ عبداللہ میں انسداد منشیات مہم 2026 کے تحت بھنگ کی کاشت کے خاتمے کے لیے مشترکہ کارروائیاں جاری ہیں۔ 22 اکتوبر کو تحصیل گلستان اور دوبندی کے مختلف علاقوں میں ضلعی انتظامیہ، اینٹی نارکوٹکس فورس (ANF)، ایکسائز فورس، فرنٹیئر کور (FC)، پولیس اور انٹیلی جنس بیورو (IB) کی مشترکہ ٹیموں نے کارروائی کرتے ہوئے مزید 241 ایکڑ اراضی سے بھنگ کی کاشت کا خاتمہ کر دیا۔ کارروائی ضلعی انتظامیہ قلعہ عبداللہ کی قیادت میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر اے این ایف، کیپٹن

بقیہ نمبر 44 اندرونی صفحے پر

سابق صوبائی وزیر تعلیم سردار نثار علی خان ہزارہ کے انتقال پر نیشنل پارٹی کے قائدین کا اظہار تعزیت اور خراج عقیدت

کوئٹہ (یو این اے) نیشنل پارٹی کے سربراہ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ، مرکزی سیکرٹری جنرل میر کبیر احمد محمد شہی، صوبائی صدر اسلم بلوچ، مرکزی ترجمان علی احمد لانگو، ممبران مرکزی کمیٹی ڈاکٹر رمضان ہزارہ، خیر بخش بلوچ اور علمدار رود کے کارکنان

بقیہ نمبر 42 اندرونی صفحے پر

شائستگی، قانون کی پاسداری اور سرکاری ملازمین کی بنیادی ذمہ داری ہے، ثمینہ زہری

کوئی بھی سرکاری عہدیدار قانون، احتساب اور پارلیمان و اس کے اراکین کے احترام سے بالاتر نہیں ہے

اے ایس ایف اہلکاروں کا مبینہ نامناسب رویہ، چیئرپرسن جوائنٹ قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق نے تحریک استحقاق پیش کر دی

اسلام آباد / کوئٹہ (آئی این پی) چیئرپرسن جوائنٹ قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری نے ای کے 601 (EK-601) کی چیک ان کارروائی کے دوران ایئرپورٹ سکیورٹی فورس (اے ایس ایف) کے اہلکاروں کے مبینہ نامناسب رویے کے خلاف سینیٹ کی کمیٹی برائے قواعد و ضوابط و استحقاقات کے

بقیہ نمبر 58 اندرونی صفحے پر

QUETTA PRESS CLUB
کوئٹہ پریس کلب

کوئٹہ، گورنمنٹ لیکچررز ایسوسی ایشن بلوچستان مصالحتی کمیٹی کے سربراہ محمد خان نوشیروانی، سجاد حسین رند، محمد اسماعیل، حفیظ اللہ عیسیٰ زئی، یونس کاکڑ اور دیگر پریس کانفرنس کر رہے ہیں

کوئٹہ، بلوچستان میں اقلیتی امور کے تمام ضلعی فوکل پرسنز اور خصوصی تقرریاں منسوخ

کوئٹہ (یو این اے) پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور و بین المذاہب ہم آہنگی، حکومت بلوچستان جناب [illegible] کی باقاعدہ منظوری سے ایک اہم سرکاری نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے، جس کے تحت صوبے بھر میں محکمہ کی انتظامی ساخت میں بڑی تبدیلیاں عمل میں لائی گئی

بقیہ نمبر 59 اندرونی صفحے پر

27 اکتوبر کو یوم سیاہ منا کر کشمیری عوام سے بھرپور یکجہتی کا اظہار کریں گے

کشمیری شہداء کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی، پیر محمد خالد سلطان القادری

سبی (آئی این پی) تحریک اسلامی نظریاتی کونسل و جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ و جماعت المسلمین پاکستان انٹرنیشنل کے بانی و امیر الحاج صاحبزادہ پیر محمد خالد سلطان القادری نے کہا ہے کشمیر بھارتی مظالم کے باعث دنیا کی سب سے بڑی جیل میں تبدیل ہو چکا ہے اب دنیا کی کوئی طاقت اب کشمیر کو آزادی سے نہیں روک

بقیہ نمبر 62 اندرونی صفحے پر

کوئٹہ، سوئی گیس کے غیر معمولی اور بھاری بھرکم بلوں پر شہریوں کی شدید آہ و زاری

کوئٹہ (یو این اے) کوئٹہ کے مختلف علاقوں سے شہریوں کو سوئی گیس کے غیر معمولی اور بھاری بھرکم بل موصول ہونے کی شکایات سامنے آ رہی ہیں۔ شہریوں کے مطابق گیس کے انتہائی کم استعمال کے باوجود ہزاروں روپے کے بل بھیجے

بقیہ نمبر 60 اندرونی صفحے پر

2 نومبر سے شروع ہونے والی قومی پولیو مہم کی بھرپور کوریج کی جائے

میڈیا بالخصوص ایس ڈی آئی فنڈز کے ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی اور معیار پر نظر رکھے، کمشنر سبی

سبی (آئی این پی) کمشنر سبی ڈویژن عرفان اللہ خان نے کہا ہے کہ میڈیا ریاست کا چوتھا ستون ہے اور معاشرے کی آنکھ کی حیثیت رکھتا ہے، جو معاشرے میں پیش آنے والے مسائل اور عوامی مشکلات کو اجاگر کر کے حکام کے علم میں لاتا ہے۔ میڈیا کا کردار معاشرتی مسائل کی نشاندہی اور عوامی مفاد کے امور کو اجاگر کرنے میں

بقیہ نمبر 63 اندرونی صفحے پر

پولیو مہم کے دوران کوئی بھی اہل بچہ قطرے پینے سے محروم نہ رہے، ڈاکٹر ایاز جمالی

نصیر آباد (آئی این پی) نصیر آباد میں دو نومبر کو شروع ہونے والی ایس این آئی ڈی پولیو مہم 2026 کے سلسلے میں ابتدائی تیاریوں اور مرکزی ترتیب و آگاہی نشست منعقد ہوئی جس کی صدارت ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر نصیر آباد ڈاکٹر ایاز احمد جمالی نے کی جس میں ڈسٹرکٹ آفیسر ای پی آئی ڈاکٹر

بقیہ نمبر 61 اندرونی صفحے پر

میر علی حسن زہری کی کاوشوں سے حب میں ترقی و خوشحالی کا نیا دور

عوامی فلاح کے لیے میر علی حسن زہری کی خدمات قابل تحسین ہیں، عوامی حلقے

حب (آئی این پی) ضلع حب کے مختلف عوامی حلقوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے سینئر مرکزی رہنما، ترجمان صدر آصف علی زرداری و سینئر صوبائی نائب صدر میر علی حسن زہری کی شبانہ روز محنت، لگن اور عوامی فلاح و بہبود کے لیے جاری کوششوں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی مسلسل جدوجہد اور ترقیاتی منصوبوں کی

بقیہ نمبر 64 اندرونی صفحے پر

ڈپٹی کمشنر کیچ کی زیر صدارت تعلیمی اجلاس

67 شوکاز نوٹسز جاری، 16 ملازمین کی تنخواہوں میں کٹوتی

تربت (آئی این پی) ڈپٹی کمشنر کیچ یاسر اقبال دشتی کی زیر صدارت ڈسٹرکٹ ایجوکیشن گروپ کا اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں ضلع کیچ کے تعلیمی اداروں کی مجموعی کارکردگی، اساتذہ اور دیگر ملازمین کی حاضری، تعلیمی نظم و ضبط، اسکولوں کی مانیٹرنگ اور محکمہ تعلیم کی جانب سے انتظامی بہتری کے لیے کیے جانے والے اقدامات کا تفصیلی

بقیہ نمبر 65 اندرونی صفحے پر

ہرنائی، میونسپل کمیٹی کے 8 کروڑ روپے کے ٹینڈرز میں پیپرا رولز کی خلاف ورزی کا الزام

ہرنائی (آئی این پی) کے کے پی کنسٹرکشن کمپنی کے اونرز، ابراہیم اینڈ سنز کے اونرز، سکائی لینڈ کنسٹرکشن اونرز، ہرنائی کنسٹرکشن کمپنی کے اونرز، ساملوک گورنمنٹ کنٹریکٹر کے اونرز، سید نصر اللہ شاہ اور دیگر متاثرہ ٹھیکیداروں نے اپنے

بقیہ نمبر 67 اندرونی صفحے پر

کوئٹہ، جماعت اسلامی کے زیر اہتمام پریس کلب کے سامنے دھرنا کیمپ میں ضلع کوئٹہ کے صدر عبدالنعیم رند، جمیل احمد مشوانی، زاہد اختر بلوچ، ولی شاہ کاکڑ اور دیگر بیٹھے ہیں

گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی اسکول تربت کی طالبات کا ریڈیو پاکستان تربت کا مطالعاتی دورہ

تربت (آئی این پی) گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی اسکول تربت کی طالبات نے آج ریڈیو پاکستان تربت کا مطالعاتی دورہ کیا۔ طالبات کے اس تعلیمی وفد کی قیادت سینئر سائنس ٹیچر محترمہ تنزیلہ رفیق، محترمہ ماہ جبین ناصر، محترمہ ثمینہ جبین اور محترمہ زینب طفور کر رہی تھیں۔ اس موقع پر اسٹیشن

بقیہ نمبر 68 اندرونی صفحے پر

رکھنی، آٹے کی دکانوں پر اچانک چھاپے، ناپ تول میں کمی پر دکانداروں کو جرمانے

مقررہ وزن سے کم آٹا فروخت کرنے والوں کے خلاف مزید قانونی کارروائی کا انتباہ

رکھنی (آئی این پی) ڈپٹی کمشنر بارکھان سعید الرحمن کاکڑ کی ہدایات پر اسسٹنٹ کمشنر رکھنی فہد حسین عمرانی نے آٹے کی مختلف دکانوں کا اچانک معائنہ کیا۔ چیکنگ کے دوران ناپ تول میں کمی پائے جانے پر متعلقہ دکانداروں کو جرمانے عائد کیے گئے۔ اس موقع پر اسسٹنٹ کمشنر رکھنی نے دکانداروں کو ہدایت کی کہ وہ آٹے کی

بقیہ نمبر 69 اندرونی صفحے پر

دالبندین، بجلی کی بدترین اور غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ، گھریلو صارفین اور تاجر برادری سراپا احتجاج

دالبندین (یو این اے) دالبندین میں بجلی کی غیر اعلانیہ اور بدترین لوڈشیڈنگ کے باعث گھریلو صارفین اور تاجر برادری شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ عوامی حلقوں اور تاجر برادری نے کیسکو سے مطالبہ کیا ہے کہ دالبندین میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کا فوری نوٹس لیا جائے اور بجلی کی فراہمی کا شیڈول درست کیا جائے۔ عوامی حلقوں اور تاجر برادری کا کہنا ہے کہ دالبندین میں سے

بقیہ نمبر 70 اندرونی صفحے پر

ڈپٹی کمشنر اوستہ محمد کا BSDI کے تحت زیر تعمیر ڈیجیٹل لائبریری کا معائنہ

اوستہ محمد میں ڈیجیٹل لائبریری کے ساتھ آئی ٹی ہب بھی قائم ہوگا، معیار کا جائزہ

اوستہ محمد (ظ ن) ڈپٹی کمشنر استا محمد محمد رمضان پلال نے بلوچستان اکنامک ڈویلپمنٹ انیشی ایٹو BSDI کے تحت زیر تعمیر ڈیجیٹل لائبریری کا

بقیہ نمبر 71 اندرونی صفحے پر

جماعت اسلامی بلوچستان کے زیر اہتمام صوبہ گیر احتجاجی دھرنے

بلوچستان کے عوام کا سب سے بڑا مطالبہ امن ہے، حکومت اور متعلقہ سیکورٹی کے اداروں کی خاموشی تشویشناک و افسوسناک ہے

عوام کا سب سے بڑا مطالبہ امن ہے، شاہراہوں پر لوٹ مار اور پٹرولیم پروڈکٹس پر بھتہ خوری ناانصافی ہے، حافظ نعیم الرحمن

کوئٹہ (یو این اے) امیر جماعت اسلامی پاکستان حافظ نعیم الرحمن کی کال پر بلوچستان بھر میں بدامنی، بد عنوانی، پٹرولیم مصنوعات پر بھتہ خوری اور ماورائے آئین و عدالت لوگوں کی گمشدگیوں کے خلاف احتجاجی دھرنے اور مظاہرے کیے گئے۔ ڈیرہ مراد جمالی، ڈیرہ اللہ یار، لورالائی، اسپیلا اور پشین سمیت مختلف مقامات پر مظاہرین نے بینرز اور پلے کارڈز اٹھا کر شدید نعرے بازی کی۔ احتجاجی مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے جماعت اسلامی کے صوبائی و ضلعی رہنماؤں بشیر احمد ماندائی، نور الدین غلزئی، عبدالمجید

بقیہ نمبر 76 اندرونی صفحے پر

کوئٹہ، پشتونخوا نیشنل پارٹی کے صوبائی صدر نصر اللہ خان زیرے، امیر عبید اللہ توشی، حاجی عبدالسلام بڑیچ اور دیگر شالدرہ علاقائی کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں

دالبندین اور گردونواح میں زلزلے کے شدید جھٹکے، شدت 5.1 ریکارڈ

دالبندین میں زلزلے کے باعث شہریوں میں خوف و ہراس، کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے گھروں سے باہر نکل آئے

دالبندین (یو این اے) دالبندین بلوچستان کے شہر دالبندین اور اس کے ملحقہ علاقوں میں زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس کیے گئے ہیں، جس کے باعث شہریوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ زلزلہ پیما مرکز کے مطابق دالبندین میں آنے والے زلزلے کی شدت ریکٹر اسکیل پر 5.1 ریکارڈ کی گئی ہے۔ زلزلے کا مرکز دالبندین سے

بقیہ نمبر 54 اندرونی صفحے پر

26 اکتوبر کو کوئٹہ پریس کلب میں بھرپور احتجاجی مظاہرہ ہوگا

صوبائی اسمبلی اجلاس کے روز بھرپور احتجاجی مظاہرہ ہوگا، آل بلوچستان لوکل کونسل فورم

کوئٹہ (یو این اے) آل بلوچستان لوکل کونسل فورم کی جانب سے صوبے بھر کے تمام چیئرمین، وائس چیئرمین، ڈسٹرکٹ و میونسپل چیئرمین، وائس چیئرمین اور کونسلرز کے نام ایک اہم اعلامیہ جاری کیا گیا ہے۔ اعلامیے کے مطابق مورخہ 26 اکتوبر 2026 بروز پیر صبح 10:00 بجے کوئٹہ پریس کلب میں تمام بلدیاتی نمائندوں سے بھرپور شرکت کی اپیل کی گئی ہے۔ چونکہ اسی روز بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس بھی منعقد ہو رہا

بقیہ نمبر 72 اندرونی صفحے پر

کوئٹہ: [illegible] کے نو منتخب صدر زاہد فراسانی اور تیمور کاکڑ ان کا کوئٹہ کے الیکشن کمشنر ارباب عبدالخالق کاسی سے کامیابی کا نوٹیفکیشن وصول کر رہے ہیں، رحمت اللہ زہری اور سرور مینگل بھی موجود ہیں

اسسٹنٹ کمشنر دھیرج کالرہ کا ڈی ایچ کیو ہسپتال جعفر آباد کا دورہ

سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو بروقت معیاری علاج فراہم کیا جائے، ہدایت

جعفر آباد (آئی این پی) ڈپٹی کمشنر جعفر آباد خالد خان کی ہدایت پر اسسٹنٹ کمشنر دھیرج کالرہ کا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا دورہ، مریضوں کو فراہم کی جانے والی طبی سہولیات کا تفصیلی جائزہ لیا۔ تفصیلات کے مطابق ڈپٹی کمشنر جعفر آباد خالد خان کی خصوصی ہدایات کی روشنی میں اسسٹنٹ کمشنر دھیرج کالرہ نے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر

بقیہ نمبر 73 اندرونی صفحے پر

عوام کے جان و مال کا تحفظ اولین ترجیح ہونی چاہیے، یونس زہری

شہریوں کو درپیش مسائل کے حل اور شہر میں امن و امان کی صورتحال کو مزید بہتر بنانے کے لیے مؤثر اقدامات اٹھانا چاہیے

اپوزیشن لیڈر بلوچستان کی ایس پی خضدار محمد جان بلوچ سے ملاقات، امن و امان کی صورتحال پر تبادلہ خیال

خضدار (آئی این پی) قائد حزب اختلاف بلوچستان اسمبلی و ایم پی اے خضدار میر یونس عزیز زہری نے اپنے وفد کے ہمراہ ایس پی خضدار کے دفتر کا دورہ کیا، جہاں انہوں نے ایس پی خضدار محمد جان بلوچ سے ملاقات کی۔ ملاقات میں ایم پی اے خضدار میر یونس عزیز زہری کے ہمراہ انجمن تاجران صدر بازار حافظ حمید اللہ مینگل، عبدالسلام مینگل اور انجینئر یونس رمضان موسیانی بھی موجود تھے۔ اس موقع پر خضدار میں امن و امان کی صورتحال، عوام کے جان و مال کے تحفظ اور علاقے میں امن کے قیام

بقیہ نمبر 66 اندرونی صفحے پر

حب پولیس کی کارروائیاں، ڈکیتی و چوری سمیت منشیات فروش گرفتار

حب (یو این اے) ایس ایس پی حب مرزا اقبال کی خصوصی ہدایت پر حب سٹی پولیس نے جرائم پیشہ عناصر، ڈکیتوں اور منشیات فروشوں کے خلاف مسلسل اور مؤثر کارروائیاں کرتے ہوئے مختلف مقدمات میں ملوث متعدد ملزمان کو گرفتار کر کے مسروقہ سامان، اسلحہ اور چرس برآمد کر لی ہے۔ تفصیلات کے مطابق حب سٹی پولیس نے ایک کارروائی کے دوران کوہر کالونی کے 15 لاکھ 93 ہزار روپے کی مبینہ خورد برد میں ملوث ایک

بقیہ نمبر 74 اندرونی صفحے پر

جمعیت مسائل کے حل کو اولین ترجیح دیتی ہے، میر نعیم خان عمرانی

اوستہ محمد میں عوامی مسائل کے حل اور ترقی و خوشحالی کے لیے جدوجہد جاری رکھیں گے

اوستہ محمد (آئی این پی) جمعیت علماء اسلام ضلع اوستہ محمد کے جنرل سیکرٹری و میونسپل کارپوریشن اوستہ محمد کے کونسلر میر نعیم خان عمرانی نے کہا ہے کہ جمعیت علماء اسلام عوامی خدمت، حقوق کے تحفظ اور بنیادی مسائل کے حل کو اپنی اولین ترجیحات میں شامل رکھتی ہے۔ عوامی مشکلات کو اجاگر کرنا محروم طبقات کی آواز بننا اور عوام کو درپیش مسائل کے

بقیہ نمبر 77 اندرونی صفحے پر

اوستہ محمد میں مچھروں کی بہتات سے شہری پریشان

ملیریا اور ڈینگی پھیلنے کے خدشات بڑھ گئے، مچھر مار اسپرے مہم شروع کرنے کا مطالبہ

اوستہ محمد (آئی این پی) ضلع اوستہ محمد میں مچھروں کی بڑھتی ہوئی بہتات نے شہریوں کا جینا محال کر دیا ہے جبکہ ملیریا، ڈینگی اور دیگر مچھروں سے پھیلنے والی بیماریوں کے خدشات نے عوامی تشویش میں اضافہ کر دیا ہے۔ شہریوں نے ضلعی انتظامیہ، محکمہ صحت اور میونسپل کارپوریشن کے متعلقہ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ شہر بھر میں ہنگامی بنیادوں پر

بقیہ نمبر 78 اندرونی صفحے پر

آل پارٹیز شہری ایکشن کمیٹی کا بلوچستان ریزیڈنشل کالج خضدار کا دورہ

خضدار (یو این اے) خضدار کی معروف تعلیمی درسگاہ بلوچستان ریزیڈنشل کالج خضدار کا آل پارٹیز شہری ایکشن کمیٹی خضدار کے چیئرمین اور ارکان نے تفصیلی دورہ کیا۔ دورے کے دوران کمیٹی کے وفد نے کالج کے کلاس رومز، کمپیوٹر لیب، ہاسٹل اور دیگر شعبہ جات کا جائزہ لیا اور طلبا سے ملاقات کر کے ان کے تعلیمی مسائل

بقیہ نمبر 75 اندرونی صفحے پر

اوستہ محمد میں اناج منڈی فعال، زرعی اجناس کی خرید و فروخت کا باقاعدہ آغاز

اناج منڈی کی بحالی سے زرعی تجارت کو فروغ اور زمینداروں کو بہتر مواقع میسر آئیں گے، شرکاء

اوستہ محمد (آئی این پی) ضلع اوستہ محمد میں زرعی معیشت کے فروغ اور تجارتی سرگرمیوں کو وسعت دینے کے لیے اناج منڈی کو باقاعدہ فعال کر دیا گیا، جہاں زرعی اجناس کی خرید و فروخت کا آغاز ہو گیا ہے۔ اس سلسلے میں مارکیٹ کمیٹی کے زیر اہتمام افتتاحی تقریب منعقد ہوئی، جس میں سیاسی و سماجی شخصیات، ضلعی انتظامیہ کے افسران،

بقیہ نمبر 79 اندرونی صفحے پر

اسسٹنٹ کمشنر ماریہ شمعون کا ڈی ایچ کیو ہسپتال استا محمد کا معائنہ

ڈاکٹروں کی حاضری، ادویات کی فراہمی اور لیبر روم کی حالت بہتر بنانے پر زور

اوستہ محمد (آئی این پی) ڈپٹی کمشنر استا محمد محمد رمضان پلال کی ہدایت پر اسسٹنٹ کمشنر استا محمد ماریہ شمعون نے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر (ڈی ایچ کیو) ہسپتال استا محمد کا دورہ کیا، جہاں انہوں نے ہسپتال کی مجموعی صورتحال، مختلف شعبہ جات کی

بقیہ نمبر 80 اندرونی صفحے پر

وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر گل حسن کی زیر صدارت اجلاس

جامعہ تربت کے یونیورسٹی ماڈل اسکول کی ترقی کے لیے لائحہ عمل منظوری

تربت (آئی این پی) جامعہ تربت کے یونیورسٹی ماڈل اسکول کے بورڈ آف گورنرز کا تیسرا اجلاس وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر گل حسن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں اسکول کے مالی امور، رجسٹریشن اور انتظامی امور کو بہتر بنانے کے علاوہ

بقیہ نمبر 81 اندرونی صفحے پر

کوئٹہ، سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان سینیٹر سراج الحق مدرسہ دارالرشاد جامع مسجد حسن پیر ٹک میں خطاب کر رہے ہیں